فروع الایمان

مصنفہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

ادارہ اشرف العلوم ناظم آباد کراچی

لاہور میں ملنے کا پتہ ، ادارہ اسلامیات ، انارکلی ، لاہور

نمبر سلسلہ اشاعت ۲۸

الایمان بضع وسبعون شعبہ

الحمدللہ والمنۃ

کہ بشرح حدیث مذکورہ رسالہ نافعہ

از تصانیف جدیدہ

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

بماہ شعبان ۱۳۶۸ھ

ادارۂ اشرف العلوم نانک واڑہ کراچی

سے شائع ہوا

لاہور میں ملنے کا پتہ

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ عنمی انارکلی۔ لاہور

قیمت ۸ر

(سول اینڈ ملٹری پریس کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ضرب مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا و یضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون ○ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وخلیلہ وحبیبہ محمد الذی جعل الایمان بضعاً و سبعین شعبۃ فافضلہا قول لا الٰہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان متفق علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علی عبادہ العلماء الصالحین الذین استنبطوا ہذہ الشعب من الکتاب والسنۃ وعینوہا لعامۃ الامۃ۔ جعلنا اللہ تعالیٰ ممن یقتحم ہذہ الشعاب ویدخل تلک الابواب ورزقنا عندہ حسن مآب ویسر لنا فی یوم الحساب

بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت مرقومہ بالا سے مجملاً معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں کچھ اصول و کچھ فروع ہیں اور حدیث مذکور میں ان کا عدد بھی متعین فرما دیا گیا ہے ستر سے کچھ زائد ہیں اور انکی تعیین و تفصیل کے پتہ بتلانے کو اس کے تین شعبے ایک ادنیٰ ایک اعلیٰ ایک اوسط بھی فرمائے گئے تاکہ علماء مستنبطین و مستخرجین شعب باقیہ کو خود اپنے ذہن خداداد کی قوت سے نکالکر دوسروں کو بتلا دیں چنانچہ علمائے محدثین و محققین نے قرآن و حدیث میں غور کر کے ان سب شعبوں کو جمع کیا اور متعدد کتابیں اس بحث میں تصنیف فرمائیں جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔ مدت سے میرے خیال میں تھا کہ ان سب شعبوں کو اپنے ہموطن اسلامی بھائیوں کی آگاہی کیواسطے عام فہم اردو میں لکھوں تاکہ انکو یہ تو معلوم ہو کہ جس ایمان کا ہم دعویٰ کیا کرتے ہیں اس کے اسقدر شعبے ہیں اور غور کریں کہ ہم میں کتنی باتیں ہیں کتنی نہیں ہیں تاکہ اس سے اپنے ایمان کے نقصان و کمال کا اندازہ کر سکیں اور جن باتوں کی کمی اپنے اندر پائیں انکی تحصیل و تکمیل کی کوشش کریں اور بدون تکمیل اس دعوے سے شرمائیں گو اصول دین کے مان لینے سے ادنیٰ درجہ کا ایمان میسر ہو جاتا ہے مگر وہ ایمان ایسا ہی ہے جیسا لنگڑا لنجا اندھا کانا اپاہج آدمی۔ آدمی سب جانتے ہیں کہ ایسا آدمی کس قدر

آدمی ہے دوسری غرض ان شعبوں کے بتلانے سے یہ بھی ہو کہ غیر قوموں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اسلام کی تعلیم کافی وتام ہے اور اسلام اسی کو کامل مسلمان جانتا ہو جس میں یہ سب خصال خیر واصاف کمال ہوں ناقص مسلمانوں کی حالت دیکھکر اسلام کی تعلیم کو بے وقعت نہ سمجھیں کیونکہ اسلام کا کام بتلا دینا ہو نہ کہ زبردستی کسی کو ویسا ہی بنا دینا یہ مقصود ہم لوگوں کا ہے اسلام پر کوئی الزام نہیں بھائیو اسلام کے شعبے سننے کے کیلئے تیار ہو جاؤ اور ہمت قوی رکھو کہ یہ سب شعبے تم کو حاصل ہو جائیں اسوقت البتہ مومن کامل بن سکتے ہو مقدمہ یہ سب شعبے حسب تعداد تحقیق ستتر ہیں جسمیں تیس تو قلب سے متعلق ہیں اور سات زبان کے ساتھ اور چالیس باقی جوارح کے ساتھ ہم تینوں قسموں کو تین باب میں ذکر کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

پہلا باب

بیان میں ان شعب ایمان کے جو قلب سے متعلق ہیں وہ تیس شعبے ہیں ایمان لانا اللہ تعالیٰ پر یہ اعتقاد رکھنا کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے حادث اور مخلوق ہو۔ ایمان لانا فرشتوں پر ایمان لانا اسکی سب کتابوں پر ایمان لانا پیغمبروں پر۔ ایمان لانا تقدیر پر ایمان لانا قیامت کے اوپر جنت کا یقین کرنا۔ دوزخ کا یقین کرنا محبت رکھنا اللہ تعالیٰ سے۔ محبت کرنا کسی سے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور بغض کرنا اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ محبت رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اخلاص۔ توبہ۔ خوف۔ رجا۔ حیا۔ شکر۔ وفا کرنا۔ عہد کرنا۔ صبر۔ تواضع رحمت وشفقت مخلوق پر۔ راضی ہونا قضائے الٰہی پر توکل کرنا ترک کرنا خود پسندی کا ترک کرنا کینہ کا۔ ترک کرنا حسد کا۔ ترک کرنا غصہ کا ترک کرنا بدخواہی کا ترک کرنا حب دنیا کا ان شعبوں کی مختصر فضیلت اور کچھ کچھ متعلقات چند فصلوں میں بیان کرتے ہیں **فصل**

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان یہ ہو کہ یقین لائے تو اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اور اس کے خیر پر بھی۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں ہو اور یقین لانا جنت پر اور دوزخ پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر اور ترمذی کی روایت میں ہو کوئی بندہ ایمان والا نہیں ہوسکتا یہانتک کہ ایمان لاوے تقدیر پر اور یہانتک کہ یقین کرلے کہ جو بات آنیوالی ہے ہرگز ٹل نہیں سکتی اور جو ٹل گئی وہ پہونچ نہیں سکتی **ف** اللہ تعالیٰ پر

ایمان لانے میں سب داخل ہے اسکی ذات پر ایمان لانا۔ اسکے صفات پر ایمان لانا اسکو احد جاننا تنبیہ اول جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بیچون وچگون ہی اسی طرح انکی صفات بھی بیچون وچگون ہی سو اللہ تعالیٰ کی صفات میں رائے وقیاس سی کلام کرنا اور انکی کیفیات وتوجیہات معین کرنا نہایت مخل ہی اس بات میں اکثر عوام کا عقیدہ بہت سلامتی پر ہے مجملاً صفات الٰہی کا اعتقاد رکھتے ہیں اس کی تکییف وتفتیش کی طرف التفات بھی نہیں کرتے اور سلف صالحین صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اعتقاد بھی اس طور پر تھا پچھلے زمانہ میں جب مبتدعین کی کثرت ہوئی اور علم کلام کا شیوع ہوا اسوقت صفات میں کلام زیادہ ہوگیا اور اکثر دعاوی اور احکام میں بے احتیاطی کی نوبت آگئی مثلاً قرآن مجید میں ہی۔ الرحمن علی العرش استویٰ۔ اب اسمیں یہ تفتیش کرنا کہ استواء سے کیا مراد ہی اور اسکی کیا تاویل ہی۔ بیشک نہایت جراءت کی بات ہی۔ اپنی صفات کے حقایق تو پورے طور پر معلوم نہیں۔ تا بخالق چہ رسد بس سیدھی بات یہی ہی۔ کہ مجملاً اعتقاد رکھے کہ جو کچھ ارشاد فرمایا ہی حق ہی جیسی اس کی ذات ہی ویسا ہی استواء ہوگا۔ زیادہ تفتیش کی ضرورت ہی کیا ہی نہ ہم اس کے مکلف ہیں نہ ہم سی اس کا سوال ہوگا۔ البتہ یہ یقینی طور پر اعتقاد رکھے کہ یہ استواء ہمارے استواء کے مثل نہیں ہے بقولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شی۔ رہا یہ کہ پھر کیسا ہی اس سی بحث نہ کرے اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرے یا حدیث شریف میں آیا ہے ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا اب اس فکر میں نہ پڑے کہ نزول سے کیا مراد ہی اور یہ کس طرح ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس نزول کی خبر دینے سے جو مقصود ہی کہ لوگ ذوق وحضور قلب سی اس وقت ذکر وعبادت میں مشغول ہوں اس کام میں لگنا چاہیئے ان فضول تحقیقات میں پڑ کر حقیقت کا پتہ قیامت تک بھی لگنے کی امید نہیں خواہ مخواہ اپنا وقت عزیز ضایع کرنا ہی ؎ نیست کس را از حقیقت آگہی ؛ جملہ می میرند با دست تہی ؛ قال اللہ تعالیٰ فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ تنبیہ ثانی حضرت شارع علیہ السلام سی توحید کے دو معنی ثابت ہوئے ہیں ایک لا معبود الا اللہ۔ دوسرا لا مقصود الا اللہ پہلے معنوں کا ثبوت تو اظہر من الشمس ہی۔ قال اللہ تعالیٰ یصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ما تعبدون من

مِن دُونِهِ اِلَّآ اَسمَآءً سَمَّیتُمُوهَا اَنتُم وَاٰبَآءُکُم مَّآ اَنزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِن سُلطٰنٍ ط اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعبُدُوا اِلَّآ اِیَّاهُ ط ذٰلِکَ الدِّینُ القَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکثَرَ النَّاسِ لَا یَعلَمُونَ ۔ وقال اللّٰہ تعالیٰ وَمَآ اُمِرُوا اِلَّا لِیَعبُدُوا اللّٰهَ مُخلِصِینَ لَهُ الدِّینَ حُنَفَآءَ الآیۃ۔ اور تمام قرآن مجید اس سے بھرا پڑا ہے اور یہی توحید ہی جس کی اخلاط ونقصان سے کافر ومشرک ہوجاتا ہی اور جہنم میں ہمیشہ پڑا رہنا پڑتا ہی یہ ہرگز معاف نہ ہوگا قال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغفِرُ اَن یُّشرَکَ بِهٖ وَیَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَّشَآءُ دوسرے معنی کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریا کو شرک اصغر فرمایا ہی اور ظاہر ہی کہ ریا میں غیر اللہ معبود نہیں ہوتا البتہ مقصود ضرور ہوتا ہے جب غیر اللہ کا مقصود ہونا شرک ٹھیرا تو توحید جو مقابل شرک ہی اسکی حقیقت یہ ٹھیرے گی کہ اللہ ہی مقصود ہو غیر اللہ بالکل مقصود نہ ہو یہی معنی ہیں لا مقصود الا اللہ کے اب ہم وہ حدیث نقل کرتے ہیں جسمیں ریا کو شرک فرمایا گیا ہی محمود ابن لبید سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑی خوفناک چیز جس سے میں تم پر اندیشہ کرتا ہوں شرک اصغر ہی لوگوں نے عرض عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے آپنے فرمایا روایت کیا اسکو احمد نے اور بھی بہت حدیثیں اس مطلب میں وارد ہیں جو تفسیر مظہری میں سورۂ کہف کے ختم پر جمع کی گئی ہیں بوجہ اختصار یہاں نہیں لکھی گئیں اس معنی کے نہ ہونیسے اخلاص جاتا رہتا ہی جس پر کسی قدر عقوبت کا استحقاق ہوتا ہے لیکن خلود فی النار نہ ہوگا تیسرے معنی توحید کے اصطلاح صوفیہ میں ایک اور ہیں لا موجود الا اللہ جسکو وحدۃ الوجود کہتے ہیں اس معنی کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا زا تکلف مالا یعنی ہی یہی غنیمت ہی کہ اس معنی کی اس طرح تقسیم کی جاوے کہ قرآن وحدیث سے خلاف نہ پڑے آجکل اسی کی شکل پڑ رہی ہے چونکہ مسئلہ نازک ہی اور مدار ثبوت اس کا محض ذوق اور کشف ہے اس لئے اولاً تو اس کی تعبیر کیلئے کافی عبارت ہی ملنا دشوار ہی اور جو کچھ قلیل وکثیر تعبیر ممکن ہے اسکے سمجھنے کیلئے علاوہ ذوق ومناسبت کشفی کے علوم عقلیہ ونقلیہ میں تجربہ کی حاجت ہی اس زمانے میں اکثر مدعیان وحدۃ الوجود کی حالت دیکھکر سخت رنج ہوتا ہی کہ نہ انکو علم نہ ذوق محض زبانی طامات وشطحیات فرمانے سے کام نہ یہ پرواہی کہ ان ملحدانہ کلمات سے جو بے سمجھے بوجھے زبان سے نکل رہی ہیں ایمان جاتا رہے گا نہ اس کا کچھ خیال ہی کہ دوسرے عوام ہم کو محقق سمجھکر مقلدانہ اس کا نہ صرف اعتقاد بلکہ دعویٰ کرنے لگیں گے ان کا ٹوٹا پھوٹا جو ایمان

تھا وہ بھی فرصت ہو جاوے گا نماز روزہ الگ چھوڑ کر الگ بیٹھیں کے کہ جب ہم خدا ہو گئے تو
پھر نماز اور روزہ کس کا حاشا وکلا وحدت الوجود کے ہرگز یہ معنی نہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک
حالت ہے جس پر گذرتی ہے وہی جانتا ہے نہ اس کو قصداً منہ سے نکالنا چاہیئے نہ دوسرے کی
سمجھ میں آسکتی ہے اس حالت کے غلبہ میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے ؎

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی — ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری ؎ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

کبھی یہ حالت دائمی ہوتی ہے کبھی زائل ہو جاتی ہے انشاء اللہ بشرط خیریت کسی موقع
پر اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق کی جاویگی اس مقام پر صرف خیر خواہانہ یہ عرض کر کے بس کرتا ہوں
کہ خدا کیواسطے اپنی جان پر اور امت محمدیہ پر رحم فرمائے اور اس مسئلہ میں غلو سے بچے بلکہ
احتیاط یہ ہے کہ بعد کشف کے بھی اسکو قطعی نہ سمجھے کیونکہ خصوصاً کشف الٰہیات میں بعض
لغزش ہو جاتی ہے جو اصل مقصود ہے یعنی عبودیت اس میں لگے رہے اور زبانی جمع خرچ
کو الگ پھینکے ع کار کن کار بگذار از گفتار ؎ قدم باید اندر طریقت نہ دم ؎ کہ اصلی
ندارد دمے بے قدم ؎ تتمہ شرک کی دو قسمیں ہیں شرک فی العقیدہ اور شرک فی العمل
شرک فی العقیدہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھا جائے یہی شرک ہے جس کی نسبت
ارشاد ہوا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ
بیشک اللہ نہ بخشیں گے اسکو کہ انکے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشدیں گے اس سے کم
کو جس شخص کے لئے چاہیں گے شرک فی العمل یہی ہے کہ جو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا
چاہیئے وہ غیر اللہ کے ساتھ کیا جاوے اس شرک میں اکثر عوام بالخصوص مستورات کثرت سے
مبتلا ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھانا کسی کی منت ماننا کسی چیز کو طبعاً موثر سمجھنا
کسی کے روبرو سجدہ تعظیم کرنا سوا بیت اللہ کسی اور چیز کا طواف کرنا کسی قبر پر غلاف یا کچھ چڑھانا
کسی سے یہ کہنا کہ اوپر خدا نیچے تم۔ اسی طرح کے اور ہزاروں افعال ہیں یہ افعال سخت
معصیت ہیں مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے گھروں میں اس کا پورا انسداد کریں۔ قال
اللہ تعالیٰ۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا یعنی اے ایمان والو
بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے فائدہ چونکہ فرشتوں کا مرد یا
عورت ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں اسلئے نہ انکے مرد ہونیکا اعتقاد رکھے نہ عورت ہونیکا

اس کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالہ کرے یہی مطلب ہے اہل کلام کی اس عبارت کا لا یوصفون بذکورۃ ولا انوثۃ فافہم **فائدہ** چونکہ پیغمبروں کی تعداد کسی دلیل سے ثابت نہیں اس لئے اعتقاد میں کوئی عدد معین نہ کرے شاید کمی بیشی ہو جائے اسی طرح کتابوں کی تعداد معین نہ کرے **فائدہ** آخرت کے دن پر ایمان لانے میں یہ سب کچھ داخل ہو گیا یقین لانا ثواب وعذاب قبر پر یقین لانا حشر ونشر پر یقین لانا پل صراط وحوض کوثر ومیزان اعمال اور تمام واقعات قیامت پر ان ابواب میں بیشمار نصوص وارد ہیں **فائدہ** متعلقہ تقدیر۔ اس میں ہرگز کلام نہیں ہو سکتا کہ بندہ کو کسی قدر اختیار ضرور حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی بعض ناشائستہ حرکات پر طبعاً واضطراراً سخت نادم ہوتا ہے کہ دل کو کسی طرح سکون نہیں ہوتا رعشہ والے کو کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ حرکات اتفاقی پر اس کو ندامت ہوئی ہو اور معذرت کرتا ہو اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ وجود اختیار کا تو بدیہی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کی صفت اختیار مخلوق ہے اور ہر مخلوق کا سلسلہ خالق تک پہونچتا ہے تو ضرور اس کا اختیار کسی کے اختیار کے ماتحت ہوگا یہ مرتبہ بے اختیاری کا نکلا پس بندہ نہ پورا مجبور ہے نہ پورا مختار یہی خلاصہ ہے مسئلہ تقدیر کا اور اس قدر سمجھ لینے میں نہ کوئی دقت ہے نہ کوئی اشکال اور اسی قدر سمجھ لینے کا ہم کو بھی حکم ہے اس سے آگے نہ ہمارے سمجھنے کے لائق تھا نہ ہم کو اس کے سمجھنے کا حکم ہوا بلکہ زیادہ تفتیش کرنے کی ممانعت ہوئی کیونکہ اسکے لئے تبحر علوم عقلیہ ونقلیہ وکشف کی ضرورت ہے بلکہ اس کے ہوتے بھی حل ہونے میں کچھ تردد سا معلوم ہوتا ہے اور عوام کے بعض شبہات کا جواب جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں رسالہ جزاء الاعمال کے خاتمہ میں ذکر کئے گئے ہیں ان کا دیکھ لینا ضروری ہے **فصل** شیخین نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جاویں وہ ایمان کی حلاوت پاتا ہے اللہ اور رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں اور جس سے محبت کرے اللہ ہی کے واسطے کرے اور کوئی وجہ نہ ہو ابوداؤد وترمذی نے روایت کیا کہ اللہ کے واسطے محبت اور بغض رکھنا ایمان سے ہے **ف** شاید کسی کو تعجب ہو کہ اللہ ورسول کا سب سے زیادہ محبوب ہونا کیسے ممکن ہے تو شاید دنیا بھر میں دو ہی چار ایسے ہوں گے تو سارا جہان ایمان سے بے نصیب ہی ٹھہرا اس کا

جواب محققین نے مختلف طور پر دیا ہے مگر احقر کے نزدیک تو ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ مسلمان کو
بفضلہ تعالیٰ یہ دولت حاصل ہے امتحان اس کا یہ ہے کہ جس کے ساتھ سب سے زیادہ
محبت رکھتا ہو مثلاً بیٹا۔ بیوی اگر یہ لوگ اس شخص کے روبرو اللہ و رسول کی شان میں
کوئی سخت گستاخی کریں تو ہرگز اس شخص کو تاب نہ رہے گی جو کچھ اس کے امکان میں
ہوگا انتقام لینے میں کوئی بات اٹھا رکھے گا اگر اللہ و رسول کے ساتھ اس درجہ کی
محبت نہیں تھی تو یہ جوش کہاں سے پیدا ہوا اور اس محبوب کی محبت کیسے مضمحل و مغلوب
ہو گئی پس معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے ساتھ اس درجہ کی محبت ہر مسلمان کو میسر ہے
الحمد للہ علیٰ ذالک رہا یہ کہ پھر نافرمانی کیوں ہو جاتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ محبت
تہ دل کے اندر بیٹھی ہے اس کا اقتضاء اور ابھار ہر وقت نہیں ہے کوئی محرک آ پہنچتا
ہے تو موئے سر سے ناخن پا تک اس کا نور پھیل جاتا ہے بعد زوال محرک وہ پھر اندر
گو اتر جاتی ہے فائدہ اللہ کے واسطے محبت کرنا یہ ہے کہ دنیا کی کوئی غرض نہ
ہو اور اہل ذوق یوں کہتے ہیں کہ ثواب بھی غرض نہ ہو اسمیں بھی تعجب نہ کیجئے روزمرہ
کے برتاؤ سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے آپ اپنے استاد یا پیر کے لئے کوئی بہت نفیس
چیز تحفہ لیجائیے۔ اس وقت نہ آپ کو دنیا مطلوب ہے نہ ثواب کا خیال بلکہ محض ان
بزرگوں کا دل خوش کرنا مقصود ہے میرے نزدیک تو حب فی اللہ بایں معنی کچھ عجیب
نہیں بلکہ بکثرت واقع ہے فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت
کرنے میں یہ امور بھی داخل ہو گئے۔ اعتقاد رکھنا آپ کی تعظیم کا آپ پر درود پڑھنا
آپ کے طریقہ کی پیروی کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ الآیۃ یعنی اے ایمان
والو مت بلند کرو آوازیں اپنی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اس میں تعلیم تعظیم
کی ہے محققین نے فرمایا کہ یہی ادب حضور کے کلام مقدس یعنی حدیث شریف کا ہے کہ اس
کے درس کے وقت پست آواز سے بولنا چاہیئے اور فرمایا وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی توقیر کرو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے
فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو صلوٰۃ بھیجو آپ پر اور سلام پڑھنا اور فرمایا

اللہ تعالیٰ نے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا یعنی جو کچھ تم کو دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی مال اور حکم) پس قبول کرو اوس کو اور جس چیز سے روک دیں پس رک جاؤ تم اس میں آپ کی اتباع کا حکم ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہ کامل کرے گا کوئی شخص تم میں سے اپنے ایمان کو یہانتک کہ اس کی نفسانی خواہش میرے حکم کے تابع ہو جاوے روایت کیا اسکو اصفہانی نے ترغیب و ترہیب میں اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لازم رکھو تم اپنا اور میرے طریقہ کو اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو پکڑ لو اس کو دانتوں سے اور بچو نئی بات سے کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور بدعت گراہی ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ہیں کہ مسلمان کا دل ان کے قبول کرنے میں پس وپیش نہیں کرتا عمل خالص کرنا حکام کی اطاعت جماعت سے لگا رہنا روایت کیا اس کو احمد نے اور اخلاص میں داخل ہو گیا ترک کرنا ریا و نفاق کا ابن ماجہ نے شداد ابن اوس سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھکو جس چیز کا اپنی امت پر بڑا اندیشہ ہے وہ شریک ٹھہرانا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یاد رکھو کہ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ آفتاب کی پرستش کریں گے یا چاند کی یا بت کی لیکن وہ غیر اللہ کے واسطے کچھ عمل کیا کریں گے اور پوشیدہ خواہش نفسانی کے ساتھ اور اس میں شرک کی تفسیر ریا کے ساتھ کیگئی ہے وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا ۱۲ **ف** ریا کا شرک ہونا فصل توحید میں کسی قدر بیان ہو چکا ہے وہاں دیکھ لینا چاہیے اور نفاق کہتے ہیں کفر دل میں رکھکر اسلام کے ظاہر کرنے کو **ف** نفاق کی دو قسمیں ہیں ایک نفاق اعتقادی تفسیر مذکور اسی نفاق کی تھی اور اسی نفاق کے بارے میں یہ وعید آئی ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی بیشک لوگ نیچے کے درجے میں ہوں گے جہنم کے دوسری قسم نفاق عمل یعنی اعتقاد تو درست ہے مسلمانوں کا سا مگر بعضے افعال ایسے صادر ہوتے ہیں جیسے منافقین کے ہوتے تھے جیسے حدیث میں عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار خصلتیں ہیں وہ چاروں ہوں وہ تو پورا خالص منافق ہوگا اور جسمیں ان میں سے ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جبتک کہ اس خصلت کو نہ چھوڑے گا جب اس کے پاس کچھ امانت

رکھوائی جائے خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب معاہدہ کرے بدعہدی کرے اور جب لڑے جھگڑے گالیاں بکنے لگے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے اس حدیث میں نفاق سے مراد یہی نفاق عملی ہے جیسے کسی شریف زادکو جو دنارت کے افعال اختیار کرے چمار کہتے ہیں یعنی چماروں کا سا کام کرنیوالا **ف** ریار کے آفات عظیم ہیں اس سے بچنے کا بہت ہی اہتمام چاہیئے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان کے اغوا اور اعمال صالحہ کے ترک کرانے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ وسوسہ ڈالتا ہی کہ اس عمل کو مت کرو۔ یہ ریا ہو جاوے گی اس صورت میں اس کو جواب دینا چاہئے کہ ریا اس وقت ہو سکتی ہے جب ہمارا قصد یہی ہو کہ مخلوق کو دکھلا دیں اور وہ خوش ہوں اور ہم کو اس خیال سے حظ ہو اور جس حالت میں کہ ہم اس کو برا سمجھ رہے ہیں اور دفع کرنا چاہتے ہیں خواہ دفع ہو یا نہ ہو تو یہ ریا کد صرسے جواب دے کر اعمال صالحہ میں مشغول ہو وسا وس وخطرات کی کچھ پرواہ کرے دو چار مرتبہ کسی قدر وسوسہ آئے گا پھر شیطان جھک مار کر خود دفع ہو جاوے گا۔ حضور پیر و مرشد قبلہ و کعبہ عقیدتمنداں مولانا الحاج الحافظ محمد امداد اللہ دامت برکاتہم کا ارشاد ہے کہ ریار ہمیشہ ریا نہیں اول ریا ہوتی ہے پھر ریا سے عادت ہو جاتی ہے اور عادت سے عبادت اور اخلاص مطلب یہ جو ریا بلا قصد ہو اس کی پروا نہ کیے اور اس کی وجہ سے عمل کو ترک نہ کرے **فصل** فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ط یعنی رجوع کرو اللہ کی طرف سبکے سب۔ اے ایمان والو تاکہ تم فلاح پاؤ اور بہت سی حدیثیں اس میں آئی ہیں **ف** توبہ کی پوری حقیقت ایک بزرگ نے نہایت مختصر الفاظ میں بیان کی ہے هو تحرق الحشا على الخطا یعنی دل میں سوزش پیدا ہو جانا گناہ پر حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد النَّدَمُ تَوْبَةٌ اس کا موید ہے آداب توبہ کے بہت ہیں مگر مختصر یوں سمجھ کہ جب کبھی کسی آدمی کا کچھ قصور ہو جاتا ہے تو کس طرح اس سے معذرت کرتے ہیں ہاتھ جوڑتے ہیں پاؤں پکڑتے پاؤں پر ٹوپی ڈالدیتے ہیں خوشامد کے الفاظ کہتے ہیں رونے کا سا منہ بناتے ہیں طرح طرح کے عنوانات سے معذرت کرتے ہیں بھلا اللہ تعالیٰ کے روبرو جب معذرت کریں کم از کم ایسی حالت تو ضرور ہونا چاہیئے ایسی توبہ حسب وعدہ خداوندی ضرور قبول ہوتی ہے **فصل** اصفہانی نے ترغیب میں معاذ سے روایت کیا ہے کہ ایمان والے کا دل بخوف

نہیں ہوتا اور اس کے خوف کو کسی طرح سکون نہیں ہوتا **ف** طریقہ خوف پیدا ہونیکا یہ ہے کہ ہر وقت یہ خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ میرے تمام اقوال واحوال ظاہری وباطنی پر ہر وقت مطلع ہیں اور مجھ سے بازپرس کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ کے افضل ایمان سے یہ ہے کہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہو روایت کیا اسکو بیہقیؒ نے شعب الایمان کے باب خوف میں اور طبرانی نے اوسط میں **فصل** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ یعنی ٹھیک نہیں نا امید ہوتے اللہ کی رحمت سے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں اس سے معلوم ہوا کہ امید رکھنا جزو ایمان ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیک گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن عبادت سے ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے **ف** یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان اور امید رکھنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اسکی پوری اطاعت کی کوشش کرے یہ طبعی بات ہے کہ جسکی اطاعت کی جاتی ہے اس سے سب طرح امیدیں رہتی ہیں اور نافرمانی سے ضرور دل کو وحشت اور نا امیدی سی ہو جاتی ہے اور توبہ کرنے کیوقت امید رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وسعت رحمت پر نظر کر کے یقین کرے کہ میرا عذر ضرور قبول ہو جائیگا مقصود شارع علیہ السلام کا امر رجا سے بھی دو امر معلوم ہوتے ہیں ایک اصلاح عمل دوسرے توبہ آجکل اکثر لوگ گناہ میں انہماک اور توبہ میں تاخیر کرنے کے وقت بہانہ حسن ظن وامید نیک کا لایا کرتے ہیں ان لوگوں نے مقصود شارع علیہ السلام کو بالکل منعکس کر دیا اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرماویں بلکہ رحمت الٰہیہ کی وسعت دریافت کرکے تو زیادہ شرمانا چاہیئے کہ اللہ اکبر ؎

تصدق اپنے خدا کے جاؤں ✦ یہ پیار آتا ہے مجھ کو اسکا
ادھر سے ایسے گناہ پیہم ✦ ادھر سے وہ دمبدم عنایت

جب یہ شرم غالب ہوگی ہرگز نافرمانی نہیں ہو سکتی **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیا ایک شاخ ہے ایمان کی کیا اس کو بخاری ومسلم نے **ف** حیا عجب چیز ہے اگر مخلوق سے حیا ہوگی ایسی حرکت کوئی نہ ہوگی جس کو مخلوق پسند نہ کرتی ہو اور اگر خالق سے حیا ہوگی تو ان افعال سے بچیگا جو خالق کے نزدیک ناپسند ہیں مخلوق سے تو حیا کرنا ایک طبعی امر ہے البتہ خالق سے حیا کرنے کا طریقہ معلوم کرنا ضروری ہے سو طریقہ

اس کا یہ ہے کہ کوئی وقت تنہائی کا مقرر کرکے بیٹھکر اپنی نافرمانیاں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد
کیا کرے چند روز میں کیفیت حیا کی قلب میں خود بخود پیدا ہو جائے گی اور ایک شعبہ عظیم
ہاتھ آجاویگا **فصل** شکر کی دو قسم ہیں شکر کرنا خالق کا جو منعم حقیقی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ یعنی تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو دوسری
قسم شکر کرنا مخلوق کا جو واسطۂ نعمت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَن
لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ یعنی جس نے آدمیوں کی ناشکری کی اس نے اللہ
کا شکر نہیں ادا کیا اور ابو داؤد نے حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص کو کوئی چیز ملی اگر
اسکو میسر ہو تب تو اس کا عوض دے اور اگر میسر نہ ہو تو دینے والے کی ثنا اور صفت ہی کر دے
پس جس نے ثنا وصفت کردی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اسکو پوشیدہ رکھا اس نے
ناشکری کی حقیقت نعمت کی قدر دانی کرنا جب نعمت کی قدر ہوگی تو منعم کی بھی ضرور قدر
ہوگی اور جس کے ذریعے سے وہ نعمت پہونچی ہے اس کی بھی قدر ہوگی اس طرح سے خالق
اور مخلوق دونوں کا شکر ادا ہو جاویگا اب سمجھو کہ دل میں جس کی قدر ہوتی ہے اس کی تعظیم
ومحبت بھی کرتا ہے اس کی بات ماننے کو بھی بالاضطرار دل چاہتا ہے سو کمال شکر خالق
کا یہی ہوگا کہ دل میں انکی تعظیم ہو اور زبان پر ثنا وصفت جوارح سے احکام کی حتی الامکان
پوری تعمیل یہی راز ہے مفہوم شکر کی عام ہونے میں کہ قلب ولسان جوارح تینوں اسکے
محل ورود ہیں دوسری بات ضروری سمجھنے کے قابل یہ ہے کہ جب واسطہ نعمت کی شکر
گذاری بھی ضروری ٹھہری یہاں سے استاد و پیر وغیرہما کا حق بھی نکل آیا کہ یہ لوگ
نعمت حقیقی علم دین وعرفان ویقین کے واسطے ہیں سو جتنی بڑی نعمت ہوگی اتنا ہی واسطہ
نعمت کا بھی حق ہوگا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ استاد و پیر کا حق کتنا بڑا ہے افسوس اس
زمانے میں یہ دونوں علاقے ایسے کمزور ہوگئے ہیں کہ کوئی انکی وقعت ہی نہیں رہی اب
ہم بہت اختصار کیساتھ دونوں کے حقوق جدا جدا لکھے دیتے ہیں آگے توفیق اللہ تعالیٰ کیطرف
سے ہے **حقوق استاد** (۱) اس کے پاس مسواک کرکے صاف کپڑے پہنکر جاوے (۲) ادب
کے ساتھ پیش آوے (۳) نگاہ حرمت وتعظیم سے نظر کرے (۴) جو بتلاوے اسکو خوب توجہ
سے سنے (۵) اسکو خوب یاد رکھے (۶) جو بات سمجھ میں نہ آوے اپنا قصور سمجھے (۷) اس کے
روبرو کسی اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے (۸) اگر کوئی استاد برا کہے حتی الوسع اس کا دفعیہ کرے

فصل شکر

حقیقت شکر نعمت کی قدر دانی کرنا

ورنہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہو (۹) جب حلقے کے قریب پہونچے سب حاضرین کو سلام کرے پھر
استاد کو بالخصوص سلام کرے اگر وہ تقریر وغیرہ میں مشغول ہو تو اس وقت سلام نہ کرے (۱۰)
استاد کے روبرو بہت نہ ہنسے نہ بہت باتیں کرے ادھر ادھر نہ دیکھے نہ کسی اور کی طرف متوجہ
ہو بالکل طرف متوجہ رہے (۱۱) استاد کی بدخلقی کی سہار کرے (۱۲) اس کی تندخوئی سے
اس کے پاس جانا نہ چھوڑے نہ اس کے کمال سے بداعتقاد ہو بلکہ اس کے اقوال اور افعال
کی تاویل کرے (۱۳) جب استاد کسی کام میں لگا ہو یا ملول ومغموم یا بھوکا پیاسا ہو یا
اونگھ رہا ہو یا کوئی عذر ہو جس سے تعلیم شاق ہو ایسے وقت نہ پڑھے (۱۴) حالت بعد وغیبت
میں بھی اس کے حقوق کا خیال رکھے (۱۵) گاہ گاہ تحفہ تحائف خط وکتابت سے اس کا دل
خوش کرتا رہے اور بہت سے حق ہیں مگر ذہین آدمی کیلئے اسی قدر لکھنا کافی ہے وہ اسی سے
باقی حقوق کو بھی سمجھ سکتا ہے (حقوق پیر) جس قدر حقوق استاد کے لکھے گئے ہیں یہ
سب پیر کے بھی حقوق ہیں اور کچھ حقوق جو زائد ہیں وہ لکھے جاتے ہیں (۱) یہ اعتقاد کرلے
کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے
فیض وبرکات سے محروم رہیگا (۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان ومال سے اس کی خدمت
کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے (۳) جو مرشد جو کچھ کہے
اس کو فوراً بجا لائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ
اپنے حال اور مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کو کرنا زہر قاتل ہے (۴) جو
درود وظیفہ مرشد تعلیم کرے اسی کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے
پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو (۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی
طرف متوجہ رہنا چاہئے یہانتک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اسکی
اجازت کے نہ پڑھے (۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ
پر یا اس کے کپڑے پر پڑے (۷) اس کے مصلے پر نہ رکھے (۸) اس کی طہارت اور وضو
کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے (۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاوے (۱۰) اس
کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔
(۱۱) اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔ (۱۲) جس جگہ مرشد
بیٹھا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو (۱۳) اور اس کی طرف تھوکے بھی نہیں

(۱۴) جو کچھ مرشد کہے یا کرے اسپر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے یا کہتا ہے الہام سے کرتا اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے (۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے (۱۶) اگر کوئی شبہ دل میں گذرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا (۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آوے تو اسے بھی عرض کرے (۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو (۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز بلند اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے (۲۰) اور مرشد کے کلام کو دوسروں سے اُس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اسے بیان نہ کرے (۲۱) اور مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے (۲۲) جو کچھ اس کا حال ہو بھلا یا برا اسی مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے (۲۳) اس کے پاس بیٹھکر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ضرور ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھکر پڑھے (۲۴) جو کچھ فیض باطنی اسے پہونچے اسی مرشد کا طفیل سمجھے اگر مرید خواب یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہونچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے (کذا فی ارشاد رحمانی)

قال العارف الرومی رح

چون گزیدی پیر من تسلیم شو
تا نگوید خضر رو ہٰذا فراق
دامن رہبر بگیر و پس بیا
دامن رہبر بگیر اے راہ جو
رہبر تو بود چہ حاصل زان تعب
پیر خود را حاکم مطلق شناس
طوطیاے دیدہ کن از خاک پاش

ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

قال العطار رح

در ارادت باش صادق اے فرید
ہر چہ داری کن نثار راہ او
بے رفیقی ہر کہ شد در راہ عشق
تا براہ دفعہ گردی حق شناس
اے کہ می گوید سخن تو گوش باش

صبر کن در کار خضر اے بے نفاق
گر ہوائے این سفر داری دلا
تا بیابی گنج عرفان را کلید
گر روی صد سال در راہ طلب
عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق
ہر چہ فرماید مطیع امر باش
تا نگوید ادنگو خاموش باش

تنبیہ۔ مگر یہ سب آداب مذکورہ شیخ کامل کے ہیں اس کے چند علامات بتلائے جاتے ہیں جس سے طالب دھوکہ سے بچا رہے (۱) خواص یعنی علماء و فقراء کے نزدیک اسکی قبولیت زیادہ ہو بہ نسبت عوام کے (۲) اس کی صحبت میں یہ اثر ہو کہ توجہ الی اللہ میں زیادتی اور خیالات دنیوی میں کمی معلوم ہوتی ہو (۳) اس کا کلام بزرگان پیشین کے کلام کے مشابہ ہو (۴) کسی کامل کی جانب سے ماذون یعنی اجازت یافتہ ہو (۵) متقی ہو یعنی دلائل شرعیہ صحیحہ صریحہ کے خلاف کسی فعل پر اصرار نہ ہو اور احیاناً لغزش ہو جانا منافی کمال نہیں اور اگر کوئی قول یا فعل مخالف شرع سرزد ہوتا ہو اور اسکی وتاویل موافق قواعد شرعیہ کے ممکن ہو اگر ان اوصاف کا جامع کوئی شخص مل جاوے تو اسکو غنیمت سمجھے اور دل سے اس کا غلام بن جاوے ورنہ اس سے علحدگی اختیار کرے خصوصاً قرآن و حدیث کے خلاف کرنے والے سے ہرگز مجالست مخالفت نہ کرے کہ صحبت اس کی برہم کن دین و ایمان ہے قال العارف الرومی ؎

اے بسا ابلیس آدم روے ہست | پس بہر دستی نباید داد دست
کار شیطاں می کند نامش ولے | گر ولی این ست لعنت بر ولی

قال العارف الشیرازی ؎

نخست موعظت پیر این ست | کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

ف اسی طرح شکر میں داخل ہے تمام اہل حقوق میں داخل ہے تمام اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا ماں باپ اولاد چچا ماموں میاں بیوی پڑوسی عام مسلمان عام بنی آدم بہائم اس مضمون میں کتاب حقیقۃ الاسلام تصنیف قاضی ثناء اللہ صاحب کافی وافی ہے فصل فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ یعنی اے ایمان والو پورا کرو۔ عہدوں کو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَوْفُوْا بِعَھْدِ اللّٰہِ اِذَا عَاھَدْتُّمْ یعنی پورا کرو اللہ کا عہد جب تم عہد کرو اور فرمایا وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا یعنی پورا کرو عہد کو بیشک عہد پوچھا جاویگا یعنی قیامت میں سوال ہوگا کہ پورا کیا یا نہیں اور اوپر حدیث میں گذر چکا ہے کہ عہد پورا نہ کرنا علامت نفاق کی ہے۔ تاسف۔ افسوس ہمارے زمانہ میں عہد پورا کرنے کا بہت کم لوگوں کو خیال ہے وعدہ کرکے دوسرے کو امید دلا کر آخر میں ناامید کر دیتے ہیں اس کا خیال چاہئے خوب سوچ سمجھکر وعدہ کرنا چاہئے پھر جس طرح ممکن ہو ایفا کرنا چاہئے البتہ خلاف شرع ہو تو پورا کرنا درست نہیں فصل حدیث میں ہے صبر نصف ایمان ہے روایت

کیا اس کو بیہقی نے ابن مسعودؓ سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے تواضع کی اللہ کے واسطے بلند مرتبہ فرمایا اسکو اللہ تعالیٰ نے پس وہ شخص اپنی دل میں چھوٹا ہے اور لوگوں کی آنکھ میں بڑا ہے اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بے قدر کر دیتے ہیں پس وہ لوگوں کی آنکھ میں چھوٹا ہے اور اپنے دل میں بڑا یہاں تک کہ وہ شخص لوگوں کے نزدیک کتے سور سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہو جاتا ہے روایت کی اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا دوزخ میں کوئی ایسا شخص جس میں رائی برابر بھی ایمان ہو اور نہیں داخل ہوگا جنت میں کوئی ایسا شخص جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو ایک شخص نے عرض کیا کہ آدمی کا جی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اس کا جوتہ اچھا ہو (یعنی کیا یہ سب بھی تکبر ہے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود جمیل ہیں جمال کو پسند کرتے ہیں تکبر تو یہ ہے حق کا رد کرنا اور لوگوں کا حقیر سمجھنا روایت کیا اس کو مسلم نے (یعنی خوش وضعی تکبر نہیں ہے) ف اور تواضع میں اپنے سے بڑے کی توقیر کرنا بھی داخل ہے احمدؒ نے حدیث روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت میں داخل نہیں جو شخص ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پہ رحم نہ کرے **فصل** ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں دور کی جاتی مہربانی کی صفت کسی کے دل سے مگر شقی سے روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحم کرنیوالوں پر رحمان رحم فرماتے ہیں تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی ہمدردی اور محبت اور عطوفت میں اس طرح پاؤ گے جیسے بدن میں ایک عضو اگر دکھتا ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کی سعادت میں سے ہے خیر مانگنا اللہ تعالیٰ سے اور راضی ہونا اس پر جو اللہ تعالیٰ نے حکم نافذ فرمایا اور آدمی کی شقاوت میں سے

ہے ترک کرنا خیر مانگنے کو اور ناخوش ہونا اللہ کے حکم پر روایت کیا اس کو ترمذی نے **ف**. رضا
بالقضا کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ دل میں بھی رنج نہ آنے پاوے رنج تو امر طبعی ہے
یہ کس طرح اختیار میں ہو سکتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل اس کو پسند کرے جیسے وہ بخوشی
و بلا ناخوشی سے جراح کو نشتر مارنے کی اجازت دیتا ہے مگر دکھ ضرور ہوتا ہے ہاں بوجہ
غلبۂ حال کے بعض اوقات الم محسوس نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات سرور و فرح ہوتا ہے
یہ حالت اکثر متوسطین اہل سلوک کو پیش آتی ہے اور اہل کمال و تمکین کو رنج و غم
سب کچھ ہوتا ہے پھر بھی نہ کوئی کلمہ شکایت کا منہ سے نکالتے ہیں نہ کوئی فعل خلاف
مرضی حاکم حقیقی کے کرتے ہیں یہ زیادہ کمال کی بات ہے باوجود رنج کے اپنے کو ضبط کرتے
ہیں اور جب رنج ہی نہ ہو ضبط کرنا کیا مشکل ہے اور صبر کا تو بدون رنج کے وجود ہی محال
ہے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہم السلام کے مقاصد صبر و رضا میں کسکو کلام ہو سکتا ہے حضرت
یوسف علیہ السلام کے فراق میں جو کچھ ان کا حال ہو گیا تھا سب جانتے ہیں جب اُن کی
بیٹوں نے سمجھایا تو آپ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ
وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی میں تو صرف اپنی پریشانی اور رنج کا اللہ تعالیٰ ہی
سے گلہ کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں کہ تم نہیں جانتے
ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب وفات
فرمائی تو حضور رونے لگے عبدالرحمن بن عوف نے تعجباً عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور آپ بھی روتے
ہیں آپ نے فرمایا اے ابن عوف یہ تو رحمت ہے پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا بیشک آنکھ آنسو
بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور زبان سے ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا مالک
راضی ہو اور بیشک ہم تمہاری جدائی میں اے ابراہیم مغموم ہیں روایت کیا اسکو بخاری
و مسلم نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صبر تو جب ہی ہے جب تازہ صدمہ
پڑے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ان حدیثوں کے سننے کے بعد ہمارے دعویٰ مذکور
میں اب کچھ شک و شبہ باقی نہ رہا ہوگا **فصل** فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ
الْمُتَوَکِّلُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ ہی پر چاہئے کہ توکل کریں ایمان والے حضرت ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوں گے بہشت میں میری
امت سے ستر ہزار آدمی بدون حساب کے یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے۔ اور

بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے مراد یہ ہے کہ جھاڑ پھونک ممنوع ہے وہ نہیں کرتے اور بعض نے کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ جھاڑ پھونک بالکل نہ کرے اور بدشگونی یہ کہ مثلاً چھینکنے کو یا کسی جانور کے سامنے نکل جانے کو منحوس سمجھکر وسوسہ میں مبتلا ہو جاویں مؤثر حقیقی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہیں اس قدر وسواس نہ کرنا چاہیئے البتہ نیک لینا اگرچہ وہاں بھی حقیقۃً کوئی تاثیر نہیں مگر چونکہ اسمیں رحمت خداوندی سے امید ہوتی ہے مستحسن ہے بخلاف بدفالی کے اسمیں اللہ کی رحمت سے مایوسی ہوتی ہے **ف** آجکل توکل کے معنی یہ مشہور ہیں کہ تمام اسباب کو چھوڑ کر بیٹھ جاوے یہ معنی بالکل غلط ہیں تمام قرآن و حدیث اثبات تدبیر و اسباب سے پر ہے بلکہ تو یہ معنی تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا اچھا اگر بلا تدبیر کچھ کھانے پینے کو مل بھی گیا تو کیا کھانے میں لقمہ بھی منہ میں نہ رکھو گے اسکو چباؤ گے بھی نہیں اسکو نگلو گے بھی پھر یہ سب بھی تو اسباب و تدابیر ہیں غذا پہنچنے کے پھر توکل کہاں رہا اس سے تو لازم آتا ہے کہ آجتک کوئی نبی ولی متوکل ہوا ہی نہیں پھر اس کا قائل کون ہو سکتا ہے بلکہ توکل کی حقیقت وہ ہے جو توکیل کی ہے یعنی مقدمہ میں کسی کو وکیل بناتے ہیں تو کیا صاحب مقدمہ پیروی و کوشش چھوڑ دیتا ہے کیا گواہوں کے تیار کرانے میں اہتمام نہیں کرتا کیا طلبانہ کا روپیہ داخل نہیں کرتا سب کچھ کرتا ہے مگر باوجود اس کے مقدمہ کامیابی کا نتیجہ وکیل کی لیاقت و حسن تقریر و سعی کو سمجھتا ہے اس کو اپنی تدبیر کی طرف نسبت نہیں کرتا بلکہ یہی حال توکل کا سمجھنا چاہیئے کہ اسباب و تدابیر بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں سب کچھ کرے مگر انکو موثر نہ سمجھے یہ اعتقاد رکھے کہ کام جب بنیگا اللہ تعالیٰ کے حکم و فضل سے بنیگا اور واقع میں اگر دیکھا جاوے تو تدبیر کا موثر ہونا محض خدا ہی کے حکم سے ہے بندے کو اس میں ذرا بھی تو دخل نہیں مثلاً زمین میں بیج ڈالدیا یہ تو اس کی تدبیر تھی اب وقت پر بارش ہونا اس کا زمین سے ابھرنا پکنا آفات سماوی سے محفوظ رہنا یہ اس کے اختیار میں کب ہے اسلئے واجب ہے کہ کامیابی کو ثمرۂ فضل خداوندی کا سمجھے یہ توکل ہو گیا اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ اکثر مسلمان اس نعمت توکل سے ہیں البتہ بعض بعض کو کسی قدر خیالات کے اصلاح کی ضرورت ہے اور جو کچھ مقدمۂ رزق وغیرہ میں طبیعت کو تشویش پیش آتی ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو صفت توکل حاصل نہیں یا وعدۂ الہیہ پر اعتماد نہیں بلکہ وجہ اس تشویش کی صرف یہ ہے کہ کامیابی کی طریق و اوقات معین نہیں اس ابہام کو تردد لازم ہے اور بعض متوکلین کو بلا اسباب

ف: بالخصوص چھینک و فال الخیر ... ف: توکل ف: توکل ف: حقیقت توکل و دفع غلطی

جو کچھ مل گیا ہے وہ کرامت کے قبیل سے ہے جو توکل کے آثار غیر لازمہ سے ہے حقیقت توکل میں داخل نہیں خوب سمجھ لو **فصل** طبرانی نے حدیث نقل کی ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں ایک حرص جسکی اطاعت کرنے لگے اور خواہش نفسانی جس کی پیروی کی جاوے اور خود بینی اور یہ خود پسندی اور یہ بھی خود پسندی میں داخل ہے کہ اپنے منہہ سے اپنی تعریف کرے اپنی بزرگی و کمالات بیان کرے فرمایا اللہ تعالی نے فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ الآیۃ **ف** اور تکبر کی برائی فصل تواضع میں بیان کیگئی ہے جاننا چاہیے کہ یہ تین چیزیں ہیں تکبر عجب ریا سرسری نظر سے انمیں فرق نہیں معلوم ہوتا مگر یہ سب جدا جدا ہیں خلاصہ فرق کا یہ ہے کہ ریا تو ہمیشہ عبادات و امور دینی ہی میں متحقق ہوتی ہے بخلاف عجب و تکبر کے کہ امور دینیہ و دنیویہ دونو میں ہوتا ہے پھر تکبر میں تو دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے بخلاف عجب کے کہ وہ اپنے کو اچھا سمجھتا ہے گو دوسرے کو حقیر نہ سمجھے **ف** اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ کہ اللہ تعالی اگر کسی کو کوئی صفت کمال عطا فرماوے تو اس کو صفت کمال نہ جاننا تو ایک قسم کی ناشکری ہے اور صفت کمال جاننا موجب عجب ہے تو اب کیا کرے حل اشکال یہ ہے کہ اسکو صفت کمال ضرور سمجھے مگر اپنے کو اس کا مستحق اور موصوف حقیقی نہ جانے اور اسپر افتخار نہ کرے بلکہ محض اس صفت کو نعمت غیبی اور عطیہ خداوندی اور پرتو کمال الٰہی سمجھکر شکر بجالاوے اور یہ سمجھے کہ یہ میرے پاس بطور عاریتہ کے ہے اور جب چاہیں مجھ سے سلب کرلیں یہ عطیہ میرے پاس اس طرح ہے جیسے کوئی کریم و منعم بادشاہ اوتی چار کے پاس ایک گوہر بے بہا امانت رکھدے اور جب چاہے لیلے اور خواہ اپنے کرم سے عمر بھر بھی نہ لے بلکہ اسی کو انتفاع کی اجازت بخشکر اس کے ہم چشموں میں سرفراز کرتا ہے اسپر بھی وہ اتراتا نہیں بلکہ پہلے سے کچھ زیادہ لرزاں ترساں رہتا ہے کہ کہیں اس دُر بے بہا کی بے قدری نہو جاوے کہیں ضائع نہ ہوجاوے کہیں بے آب نہ ہو جاوے جو شخص اپنے کمالات کو اس طرح سمجھے گا وہ شاکرین میں ہے نہ خود پسندوں میں **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ چغلخوری اور کینہ دوزخ میں لیجانے والی چیز ہے مسلمان کی قلب دونوں جمع نہیں ہوسکتیں روایت اسکو طبرانی نے **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسد کھالیتا ہے نیکیوں کو جس طرح کھالیتی ہے آگ لکڑیوں کو روایت کیا اس کو ابوداؤد نے **فصل** فرمایا اللہ تعالی نے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی ایسے لوگ جو روک لیتے ہیں غصہ کو ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں عرض کیا کہ مجھکو کچھ وصیت فرمائیے غصہ مت کیا کرو اس نے کئی مرتبہ یہی بات کہی آپ ہر بار میں یہی فرمایا کئے کہ غصہ مت کیا کرو روایت کیا اس کو بخاری نے اور غصہ روکنا گو اسوقت شاق معلوم ہوتا ہی مگر ہمیشہ اس کا انجام نیک معلوم ہوتا ہی کہ دشمن بھی بن جاتا ہی قال اللہ تعالیٰ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ الآیۃ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو کشتی میں گرادے بلکہ بڑا پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے گویا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث کا ترجمہ فرمایا ہی ؎

نہ مردست آں بنزدیک خردمند ٭ کہ باپیل دماں پیکار جوید

بلے مرد آں کس ست از روئے تحقیق ٭ کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روکے اپنی غصہ کو روک لیں گے اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب قیامت کے دن روایت کیا اسکو بیہقی نے مولانا روم نے اسی قسم کا مضمون ارشاد فرمایا ہے ؎

گفت عیسےٰ را یکے ہشیار سر ٭ چیست درہستی ز جملہ صعب تر

گفت اے جان صعب تر خشم خدا ٭ کہ ازدوزخ ہمیں لرزد چو ما

گفت از خشم خدا چہ بود اماں ٭ گفت ترک خشم خویش اندر زماں

ف غصہ منجملہ مہلکات عظیم ہے بلکہ تنظر تحقیق میں کینہ وحسد بھی اسی غصہ میں سے ہیں کیونکہ جب کسی پر پورے طور سے غصہ چلتا نہیں تو اندر ہی اندر گھٹ کر کینہ وحسد پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج اول ہی کرنا ضرور ہے حدیث شریف میں اس کا علاج اس طرح آیا ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ غصہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان پیدا ہوا ہے آگ سے اور آگ بجھ جاتی ہے پانی سے سو جب تم میں سے کسی کو غصہ آیا کرے تو وہ وضو کر لیا کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور دوسرا علاج آیا ہی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میں کسی کو غصہ آیا کرے اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اگر غصہ جاتا رہی تو خیر ورنہ لیٹ جائے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے اور اشارات حدیث سمجھکر بعض معالجات بزرگوں نے بھی فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ یقین کرے کہ جس بات پر مجھ کو غصہ آتا ہی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی سو غصہ کس پر کیا جائے

دوسرے یہ یاد کرے کہ جیسے میں کسی پر غصہ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی تو مجھ پر بڑی قدرت ہے
اگر وہ مجھ پر اسی طرح غصہ کریں تو میں کس کی پناہ میں جاؤں گا تیسرے یہ کہ وہاں سے
ٹل جاوے ہرگز توقف نہ کرے اور اگر غصہ کے ضبط سے حقد و حسد پیدا ہوگیا تو اس کا علاج
یہ ہے کہ بہ تکلف اس شخص سے ملاقات کرکے اس کے ساتھ طرح طرح کی خدمت و احسان
سے پیش آوے یہانتک کہ اس کو اس شخص کے ساتھ محبت ہوجاوے اور اس کا احسان
ماننے لگے طبعی بات ہے کہ اپنے احسان ماننے والے اور اپنے ساتھ محبت کرنیوالے سے
حقد و حسد باقی نہیں رہا کرتا **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جس شخص نے بدخواہی کی وہ مجھ سے علیحدہ ہے روایت کیا اس کو مسلم نے اور فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ یعنی دین خیر خواہی و خلوص کا نام
ہے اگر بدخواہی میں بدگمانی بھی آگئی وہ حرام ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی اے ایمان والو
بچا کرو بہت گمان سے بیشک بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے گمان سے اپنے کو بچاؤ پس بیشک گمان کرنا سب سے بڑھکر جھوٹ ہے روایت کیا
اس کو بخاری اور مسلم نے **ف** آجکل منجملہ اسباب نااتفاقی و پریشانی کے ایک سبب یہ بھی
بدگمانی ہے کہ قرائن ضعیفہ محتملہ یا اخبار کاذبہ کی بنا پر دوسرے مسلمان بھائی پر بدگمانی
کر بیٹھتے ہیں اس کے بعد معمولی قرائن سے اس کی تائید و تقویت کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ
بدگمانی حدالیقین تک پہونچ جاتی ہے اس سے یہ آفتیں پیدا ہوتی ہیں حقیر سمجھنا دوسرے
کو اس سے بغض و عداوت کرنا اس کے افعال حسنہ کو محمول کرنا کسی نفسانی غرض پر اسکی
غیبت کرنا اوس کے نقصان و ذلت پر خوش ہونا اور طرح طرح کی خرابیاں اسپر مرتب
ہوتی ہیں مسلمان کو چاہیئے کہ قوی قرائن کے ہوتے بھی حتی الامکان بدگمانی نہ کرے
بلکہ کچھ تاویل کرکے اس کو اپنے دل سے دفع کرے اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے ایک شخص کو بچشم خود چوری کرتے دیکھکر ٹوکا اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں
چوری نہیں کرتا ہوں آپ فرمانے لگے میرے خدا کا نام سچا ہے میری آنکھ جھوٹی ہے البتہ اگر دفع
کرنے پر بھی دل سے دفع نہ ہو اسپر مواخذہ نہیں مگر اس کا ذکر کرنا اس کے مقتضا کے موافق برتاؤ
کرنا یہ ضرور گناہ ہے خصوصاً چغلخوری کیوجہ سے کسی سے بدگمان ہونا سیدھا علاج چغلخوری کا

یہ ہے کہ اول تو منع کردے کہ ہم سے کسی کی بات مت کہا کرو اور جو وہ نہ مانے تو چغل خوری کے ساتھ چغل خور کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص سے مواجہ کرا دے جس کی چغلی کھائی ہے غالبًا یہ چغل خور یا تو جھوٹا نکلے گا اور پھر کبھی چغلی نہ کھاویگا اور اگر سچا نکلا تو وہ شخص شرمندہ ہو کر معذرت کرے گا اور اس طرح سے باہم صلح وصفائی ہو جاوے گی اور جن دو شخصوں میں منہ در منہ صفائی کی باتیں ہو جاتی ہیں پھر چغلی کھانے کی ہمت ذرا کسی کو کم ہوتی ہے

فصل جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک بکری کے مرے ہوئے بچہ پر ہوا جس کے کان پھٹے تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو یہ بات پسند ہے کہ یہ بچہ اسکو ایک درم میں مل جاوے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم تو اسکو کسی ادنی چیز کے عوض بھی پسند نہ کریں آپ نے فرمایا خدا کی قسم دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے جیسا یہ تمہارے نزدیک۔ روایت کیا اسکو مسلم نے اور عمرو بن عوف سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی میں تم پر فقر وفاقہ سے اندیشہ نہیں کرتا لیکن یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ ہو جاوے جیسا پہلے لوگوں پر ہوئی تھی پھر تم اس کی رغبت کرنے لگو جیسا ان پہلوں نے رغبت کی تھی اور وہ دنیا تم کو برباد کر دے جیسا ان لوگوں کو اس نے برباد کر دیا۔ روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک فلاح پائی اس شخص نے جو مسلمان ہوا اور گذارے کا اسکو رزق دیا گیا اور جو کچھ اسکو اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر قناعت بھی دی روایت کیا اسکو مسلم نے اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اے فرزند آدم میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا بھر دوں گا تیرے سینہ کو غنا سے اور بند کر دوں گا تیری محتاجی کو اگر تو ایسا نہ کریگا بھر دونگا تیرے ہاتھ کو شغل سے اور نہ بند کرونگا تیری محتاجی کو روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور سہل بن سعد سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے دوست رکھا دنیا کو گزند پہونچایا اس نے اپنی آخرت کو اور جس شخص نے دوست رکھا آخرت کو ضرر پہونچایا اپنی دنیا کو پس فنا ہونے والی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دو روایت کیا اسکو احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کعب بن مالک سے روایت ہے

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کی جگہ میں چھوڑ دیے جاویں وہ بھی اتنا تباہ نہ کریں گے جس قدر آدمی کے دین کو مال اور جاہ کی حرص تباہ کر ڈالتی ہے روایت اس کو ترمذی اور دارمی نے ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر سو کر جو اٹھے تو آپکے بدن مبارک پر اس کا نشان بن گیا تھا ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ ہم کو اجازت دیجئے تو کچھ فرش بچھا دیا کریں اور کچھ اہتمام کر دیں آپنے فرمایا مجھکو دنیا سے کیا علاقہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کھڑا ہو گیا پھر اس کو چھوڑ کر آگے چل دیا روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے پروردگار نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ مکہ معظمہ کی زمین کو سونے کی بنا دوں میں نے عرض کیا کہ نہیں پروردگار بس ایک روز پیٹ بھر لیا کروں ایک روز بھوکا پڑا رہوں جب بھوکا ہوؤں تو آپ سے تضرع کروں اور آپ کو یاد کروں اور جب پیٹ بھرے سے آپ کی تعریف کروں اور شکر کروں روایت کیا اسکو احمد نے اور ان کے علاوہ اس کثرت سے دنیا کی مذمت اور حرص واہل وحب مال وجاہ کی برائی میں اور زہد وقناعت طلب آخرت اور گمنامی کی فضیلت میں احادیث صحیحہ صریحہ موجود ہیں جنکا احاطہ محال ہے ہمارے زمانہ میں ترقی کا بڑا شور وغل ہے جب اسکی حقیقت کی تفتیش کی گئی یہی طول امل حرص مال وجاہ اس ترقی کا حاصل نکلا سو ایمان والا اسمیں ہرگز شک نہیں کر سکتا کہ اس ترقی کی ترغیب دینا حقیقت میں اپنے حکیم وشفیق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ومقدس تعلیم کا پورا معاوضہ ہے اگرچہ اپنی کارروائی کی غرض سے اس ترقی کی ایسی ملمع تقریر کرتے ہیں جس سے آدمی دھوکا کھا سکتے ہیں وہ یہ کہ اصل مقصود ہمارا اسلامی ترقی ہے مگر زمانہ کی رفتار کا مقتضا ہو گیا ہے کہ بدون ظاہری شان وشوکت کے اسلام کی وقعت وعظمت لوگوں کی نظر میں بالخصوص غیر قوموں کی نگاہ میں نہیں ہو سکتی اسلئے دنیوی ترقی بھی ضروری ٹھہری صاحبو یہ تقریر نری رنگ آمیزی ہے اول تو یہی بات غلط ہے کہ بدون دنیوی ٹیپ ٹاپ کے اسلام کی وقعت کسی کی نظر میں نہیں ہو سکتی اسلام کا وہ خداداد حسن وجمال ہے کہ سادگی میں بھی وہ دلربا و دلفریب ہے بلکہ سادگی میں اس کا زیادہ روپ کھلتا ہے اور زیب وزینت سے تو چھپ جاتا ہے صحابہؓ کے زمانہ سے اس وقت تک سیر وتواریخ کی تحقیق

کر لیجئے کہ جس کسی شخص میں کامل اسلام ہوا ہے تمام موافق و مخالف اس کی ہیبت و عظمت
کو مان گئے اور ہماری جو وقعت بدون نمائش و تصنع کے نہیں ہے سبب اس کا یہی ہے کہ ہمارا اسلام
قوی و کامل نہیں ہے اس کے رخنوں کو مہمل زیب و زینت سے رفو کرتے پھرتے ہیں اب بھی اللہ
کے بندے اس قسم کے جہاں کہیں موجود ہیں انکی وقعت و عظمت خود جا کر آنکھ سے دیکھ لیجئے
ابھی کا قصہ ہے حضرت مولانا سیدنا الشاہ محمد فضل الرحمن کے دربار شریف میں بڑے بڑے
امراء و حکام کا حاضر ہونا اور ادب و تعظیم کے ساتھ پیش آنا کسی کو معلوم اور یاد نہیں وہاں
کونسی ظاہر شان و شوکت تھی یہی سیدھا سادھا اسلام تھا جس کی یہ کشش تھی عارف
شیرازی کا قول گویا اسی مضمون میں ہے ؎

زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست ٭ بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

اور بالفرض اگر اس سبب و ترتیب کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی یہ کہنا کہ مقصود بالذات اسلام
کی ترقی ہے اور ترقی دنیوی محض اس کا واسطہ اور مقصود بالعرض اسوقت مانا جاتا کہ یہ حضرات
مدعین جس قدر دنیا کا اہتمام کرتے ہیں دین کا اس سے زیادہ اور برابر نہیں تو اس سے نصف ربع
کچھ تو کرتے تو سمجھا جاتا کہ اصل مقصود دین ہے اور دنیا محض ضرورت کی چیز اب تو ہم دیکھتے ہیں کہ
اکثر صاحبوں میں ایسے منہمک ہیں کہ نہ خدا کی خبر نہ رسول کی یاد نہ عقائد کی فکر نہ احکام کی پروا
چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد کے اچھے خاصے مصداق ہیں پھر ہم کیسے اس دعوے
کو تسلیم کریں بعض حضرات انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی کو نظیریں پیش فرما دیتے ہیں۔ ہم
اس نظیر پر بدل و جان راضی ہیں آئیے اس کے ہمارے آپکے درمیان میں محاکمہ ہوا جاتا ہے
نظر تحقیق و انصاف سے دیکھ لیجئے کہ صحابہ نے کس چیز میں ترقی کی تھی دین میں یا دنیا میں اگر
توسیع ممالک میں کوشش کی تھی تو کیا اس ترقی تجارت یا زراعت یا حرفت و صنعت مقصود
تھی یا نماز روزہ و قرآن و ذکر اللہ و اقامت حدود و عدل مطمح نظر تھا قرآن مجید جو سب سے
سچی تاریخ ہے اس سے اس کی تصدیق کر لیجئے اوپر سے صحابہ مہاجرین کا ذکر فرما کر ارشاد ہوتا ہے۔
اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ط اور احادیث و سیر سے آنحضرت کے حالات تحقیق
کر لیجئے کہ باوجود ان فتوحات وسیعہ کے کبھی پیٹ بھر کر کھایا نہیں نیند بھر سوئے نہیں شب و روز
خوف خشیت و ذکر و فکر میں گذرتے تھے بلکہ دنیا کی اسقدر فراخی کو دیکھکر ڈرتے تھے کہ صحابہ کی

ترقی کجا اس وقت کی معکوس ترقی مصرع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا؛ اصل بات یہ ہے کہ حرص شہوت نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا ہے طبیعت آرام پسند ہے خواہش ہوتی ہے کہ اسباب تنعم و تلذذ کے جمع ہوں دین و اسلام نام محض بطور امتیاز و شعار قومی کی باقی رہی باقی نماز کس کی روزہ کس کا بلکہ اکثر ان احکام کے ساتھ استخفاف و استہزا سے پیش آتے ہیں حاجو یہ کیسا دین ہے قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

رفع اشتباہ

کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ میں تحصیل دنیا سے منع کرتا ہوں یا اس کے اسباب و وسائل مثلاً انگریزی پڑھنا صنائع جدیدہ ایجاد کرنا وغیرہ وغیرہ کو حرام کہتا ہوں بھلا بلا دلیل شرعی محض تعصباً میں اسپر حرمت کا فتوی دیکر اللہ پر افترا کرنیوالا بننا کیسے پسند کروں گا ہرگز یہ میرا مطلب نہیں خوب دنیا کماؤ نوکری کرو اس کے وسائل بہم پہونچاؤ بلکہ ظاہری اطمینان اکثر باطنی اطمینان کا ذریعہ ہوتا ہے

شعر

پراگندہ روزی پراگندہ دل   خداوند روزی بحق مشتغل

مگر دین کو ضائع مت کرو اسکو بیوقعت مت سمجھو تحصیل دنیا میں احکام و قوانین الٰہی کی پابندی رکھنے کی کوشش کرو دنیا کو دین پر ترجیح مت دو جس جگہ دونوں و تھم سکیں نفع دنیا کو چولھے میں ڈالدو تعلیم علوم دنیویہ میں نماز روزہ سے غافل مت ہو جاؤ عقائد اسلام پر پختہ رہو بری صحبت سے بچتے رہو اور نہ بچ سکو تو کم از کم بلا ضرورت دوستی اور اختلاط تو نہ کرو علماء و صلحاء کی صحبت سے نفور مت بنو اپنے عقائد و اعمال کو انکی خدمت میں جا کر سنوارتے رہو کوئی شبہ ہو دریافت کر لیا کرو اور غیر کے حق پر نظر مت رکھو اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے اقوال و افعال پر بصیرت و خبیر سمجھو حساب و جزا سے ڈرتے رہو وضع و لباس میں شریعت کا پاس رکھو غرباء و مساکین حقیر مت سمجھو انکی خدمت و سلوک کو فخر سمجھو اپنے کو تواضع و مسکنت سے رکھو بڑوں کا ادب کرو کسی پر ظلم و غصہ مت کرو دل میں رقت پیدا کرو سنگدل لاابالی مت بنو جس قدر وجہ حلال سے مل جاوے اسپر قناعت کرو اپنے سے زیادہ مالداروں کو دیکھکر حرص و ہوس مت کرو سادگی سے بسر کرو تاکہ فضول خرچی سے بچو اس وقت کثرت آمدنی کی بھی حرص ہوگی اور اسی طرح جس قدر اسلامی اخلاق ہیں انکو برتاؤ میں رکھو تصحیح

عقائد پابندی اعمال و اخلاق و وضع اسلامی کے ساتھ اگر لندن جا کر بیرسٹر بن آؤ یا صفی کرو۔ ڈپٹی کلکٹری وجج سے ممتاز ہو چشم مار وشن دل ما شاد ورنہ ع ستاد ادل آن فرمایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دین بباد و اللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اٰمین ط

شکر

الحمد للہ کہ یہ تیسوں شعبے قلب کے متعلق مع بیان فضائل و متعلقات کے لکھے گئے ہیں اگر کوئی صفت قلبیہ اور دیکھو سنو غور کروگے تو انھیں تیس میں سے کسی نہ کسی میں داخل پاؤگے اے طالبان حق خوب کوشش کرکے ان صفات سے اپنے قلب کی اصلاح کرو اگر قلب درست ہو گیا تو زبان جوارح کا درست ہونا بہت آسان ہے جیسا حدیث شریف میں ہے اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً فَاِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ مگر یہ نہ سمجھو کہ جبتک یہ حاصل نہ ہوں زبان و جوارح کے اعمال کو مہمل چھوڑ دو وہ بھی بجائے خود فرض ہیں دوسرے کبھی ظاہر کی اصلاح سے باطن کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے اب وہ شعبے سنو جو زبان سے متعلق ہیں۔

دوسرا باب

انکیں ان ایمانی شعبوں کے جو زبان سے متعلق ہیں اور وہ سات شعبے ہیں۔ کلمہ توحید کا پڑھنا قرآن مجید کی تلاوت۔ علم سیکھنا علم سکھلانا۔ دعا کرنا۔ ذکر کرنا۔ لغو اور منع کلام سے بچنا مثل شعب متعلقہ قلب کے ان شعبوں کے مختصر فضائل اور متعلقات چند فصول میں مرقوم ہوتے ہیں

فصل حضرت ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی بندہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا ہو مگر داخل ہوگا وہ بہشت میں میں نے عرض کیا کہ اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے اسی طرح تین بار سوال وجواب ہوا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کرو اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں

کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو حکم ہوا ہی کہ میں لوگوں سی مقابلہ کروں یہاں تک کہیں لا الہ الا اللہ پس جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ لیوے اس نے مجھ سی اپنا مال اور جان بچا لیا مگر اسکے حق سے اور حساب اسکا اللہ کے حوالہ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے امام احمد نے حدیث روایت کی ہی کہ اپنا ایمان تازہ کر لیا کرو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایمان کس طرح تازہ کیا کریں آپنے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ کثرت سی کہا کرو ف ان احادیث سی لا الہ الا اللہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی حضرات صوفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی مشق کی طرح طرح کے طریقے نکالے ہیں اب اس مقام پر چند امور قابل تحقیق ہیں **تحقیق اول** ایمان میں تصدیق کا وجود تو سب اہل حق کے نزدیک ضروری ہی لیکن اقرار اور عمل میں گفتگو ہی اقرار میں گفتگو یہ ہی کہ ایمان کا شطر ہی یا شرط یعنی ایمان میں داخل ہی یا خارج ہی نظر دقیق میں یہ اختلاف محض اختلاف عنوان ہی کیونکہ اسپر سب متفق ہیں کہ بدون اقرار کے وجود ایمان کا ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ شطر و شرط بالمعنی الاصطلاحی مراد نہیں ہی ورنہ کوئی شئی بدون وجود جزو اور شرط کے ممکن الوجود نہیں ہوتی بلکہ جس نے شرط کیا ہی اجراء احکام ظاہرہ کے لئے کیا ہی اور جس نے رکن کہا ہی اس نے تصریح کر دی ہی کہ یہ رکن زائد قابل سقوط ہی غرض دونوں قائل متفق ہیں کہ اقرار موقوف علیہ حقیقت ایمان کا نہیں لیکن احکام بدون اقرار کے جاری نہ ہوں گے اسی کو کسی نے شرط کہدیا کسی نے شطر ولا مشاحۃ فی الاصطلاح **تحقیق دوم** اور عمل میں گفتگو یہ ہی کہ یہ ایمان میں داخل ہی یا خارج اسمیں نظر تحقیق سی اختلاف لفظی ہی کیونکہ جنہوں نے داخل کہا ہی اس کے وہ بھی قائل ہیں کہ اعمال صالحہ کے ترک کر دینے سے ایمان سلب نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ جنہوں نے داخل کہا ہی انھوں نے ایمان سی مراد ایمان کامل یعنی مقرون بالاعمال لیا ہی اور جنہوں نے خارج کہا ہی انہوں نے نفس تصدیق مراد لی ہی پس ایمان کے دو معنی ہوئے ایمان بالمعنی الاول دخول فی النار سی نجات دینے والا ہی اور ایمان بالمعنی الثانی خلود فی النار سے بچانیوالا **تحقیق سوم** ایمان زائد یا ناقص ہوتا ہی یا نہیں حقیقت میں یہ اختلاف بھی لفظی ہی کیونکہ ایمان کامل مقرون بالعمل تو اعمال کی کمی زیادتی سے زائد و ناقص ہوتا ہی اور نفس تصدیق چونکہ کیفیات سے ہے اور زیادت و نقصان کمیات میں ہوتا ہی وہ زائد و ناقص نہیں ہوتی البتہ زیادت و نقصان کبھی شدت و ضعف پر اولا جاتا ہی اس معنی کے اعتبار سی تصدیق میں بھی کمی زیادتی ہوتی ہی قرآن مجید میں جو زیادت وغیرہ

الفاظ آئے ہیں وہ زیادت یعنی شدت ہی اہل لغت کے نزدیک زیادت کا لفظ عام ہے
البتہ اصطلاح کے نزدیک شدت و زیادت میں تباین ہی فارتفع الاشکال **فصل** ارشاد
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید پڑھا کرپس بیشک وہ قیامت کے دن
آویگا شفاعت کرنا اپنے پڑھنے والوں کے لئے روایت اسکو مسلم نے اور بیہقیؒ نے حدیث نقل
کی ہی آپنے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی تمام عبادات میں افضل قرآن مجید کا پڑھنا ہی اور
امام احمد نے حدیث روایت کی ہی کہ قرآن داں نے وہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے
ہیں لاحوزیئین فضائل قرآن مجید میں وارد ہوئی ہیں **ف** تلاوت قرآن مجید کے بہت سی آداب
ہیں کچھ ظاہری کچھ باطنی مختصر یہ ہی کہ جب قرآن مجید پڑھے باوضو ہو پاک کپڑا ہو جگہ پاک ہو۔
وہاں بدبو نہ ہو قبلہ رو ہو تو بہتر ہے حرف صاف صاف پڑھے جب بالکل دل نہ لگے اسوقت
موقوف کردے پڑھتے وقت دل حاضر ہو اسکا سہل طریق یہ ہی کہ قبل تلاوت کے یوں
تصور کرے کہ گویا اللہ تعالی نے مجھ سی فرمائش کی ہی کہ ہم کو کچھ قرآن سناؤ اور میں اس فرمائش
کی تعمیل کے لئے پڑھتا ہوں اور انکو سناتا ہوں اس مراقبہ سی بے تکلف تمام آداب خود
رعایت ہو جاوے گی۔ افسوس ہمارے زمانہ میں اکثر عوام بلکہ خواص بھی قرآن مجید کی
طرف سی بالکل بے توجہ ہو گئے ہیں بعض لوگ اس کے پڑھنے پڑھانے ہی کو نعوذ باللہ بیکار
سمجھتے ہیں جو مبارک پڑھ بھی لیتے ہیں وہ اسکو یاد رکھنے کی فکر نہیں کرتے اور ہمیشہ جو پڑھتے
رہتے انکو انکی تصحیح کا خیال نہیں رہتا بعضے طالب علموں کے قرآن پڑھنے پر یہ شعر صادق
آتا ہی س گر تو قرآن بدیں نمط خواہی ؛ ببری رونق مسلمانی ٭ جو تصحیح بھی کر لیتے ہیں
انکو فہم معانی کی طرف التفات نہیں جو ترجمہ یا کوئی تفسیر بھی پڑھ لیتے ہیں وہ بھی تدبر
و تفکر سی کچھ علاقہ نہیں رکھتے جو اس مرحلہ کو بھی طے کر لیا تو عمل کا خیال نہیں اور یہ شکایت
تو عام ہی اکثر اہل قرات سبعہ متواترہ سی ناواقف ہیں گو یا بجز ایک قرات کے دوسری
قراتیں شارع علیہ السلام سی منقول و ثابت ہی نہیں بہر حال خوب مل جل کر قرآن
مجید کو متروک کر دیا ہی ڈرنا چاہیے کبھی قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یوں نہ فرماویںؔ یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا **فصل**
ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالی کو
بھلائی منظور ہوتی ہی اسکو دین کا علم اور سمجھ عنایت فرماتے ہیں روایت کیا اسکو بخاری و

ف فضیلت قرآن مجید

ف آداب ضروریہ تلاوت قرآن مجید

ف قرآن کے ساتھ لوگ کیسا برتاؤ کرتے ہیں ۱۲

له یعنی اے میرے پروردگار بیشک میری قوم نے ٹھیرا لیا تھا اس قرآن کو ایک چھوڑی ہوئی چیز

مسلم نے اور ارشاد فرمایا کہ طلب کرنا علم کا فرض ہی ہر مسلمان پر روایت کیا ابن ماجہ نے فصل
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پوچھا جاوے کوئی علم کی بات پھر وہ اس کو
چھپالیوے لگام دیگا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام روایت کیا اسکو ترمذی
نے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے سب فرشتے اور
آسمان والے اور زمین والے یہانتک کہ چیونٹی اپنی سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی دعاء
خیر کرتی ہی اس شخص کے لئے جو لوگوں کو خیر کی یعنی دین کی تعلیم دیتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے
ف یہ فضائل تعلیم و تعلم کے وارد ہیں یہ سب علوم دینیہ کے ساتھ خاص ہیں یا جو علوم ان
علوم کے خادم ہیں اور جو فنون دینیہ میں کچھ دخل نہیں رکھتے یا دخل رکھتے ہوں مگر کبھی
انکو خدمت علم دین کا ذریعہ نہ بنایا جاوے تمام عمر ان ہی خرافات میں پھنسا رہے ان کو
فضائل سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ایسے علوم کی شان میں ہے اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ لَجَهْلًا یعنی بعض علم
بھی جہل ہی شیخ فرماتے ہیں سہ علمیکہ رہ بحق ننماید جہالت است ؂ اور اس علم دین میں
دو مرتبے ہیں ایک فرض عین دوسرا فرض کفایہ فرض عین تو وہ ہی جس کی ضرورت واقع
ہوئی ہو مثلاً نماز سب پر فرض ہی تو اس کے احکام کا جاننا بھی سب پر فرض ہی زکوٰۃ
مالداروں پر فرض ہی اسکے احکام کا جاننا بھی اُن ہی پر فرض ہوگا علیٰ ہذا القیاس جو جو
حالت ہوتی جاوے اسکے احکام کو سیکھنا فرض ہوتا جاویگا اور فرض کفایہ یہ کہ ہر جگہ ایک
ایک آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو اہل بستی کی دینی ضرورتوں کو رفع کر سکیں اور مخالفین اسلام
کے شبہات و اعتراضات کا جواب دے سکیں الحافظ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوتی ہی کہ کسی
شے میں پورا کمال بدون اشتغال کے حاصل نہیں ہوتا اور کمال اشتغال بدون قطع
تعلقات و حصول یکسوئی کے میسر نہیں ہوتا سو علوم دینیہ میں تبحر اور اسکی پورے طور سے
خدمت کرنی دوسرے اشتغال کے ساتھ عادۃً محال ہی سو اکثر ناواقف ابناء زمان کا علماء
دین پر یہ اعتراض کہ یہ لوگ اور کسی کام کے نہیں کس قدر کم فہمی کی دلیل ہی تسہیل جو علم
فرض عین ہی اسکے لئے عربی زبان کی تحصیل ضرور نہیں بلکہ فارسی یا اردو میں مسائل عقائد
کا سیکھ لینا کافی ہی لوگوں کو چاہیئے کہ کم از کم اپنے بچوں کو اتنا علم دین سکھا دیا کریں کہ دو چار
نسلوں کے بعد شاید دین سے ایسی اجنبیت ہو جاوے کہ دین و اسلام کے انتساب سے بھی عار کرنے
لگے خدا کے لئے اس طوفان بے تمیزی کے روکنے کی فکر کرو اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے اردو

فارسی پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو علمار کی صحبت میں اپنی عقائد و مسائل کی تصحیح کرلے اور اولاد کو بھی تاکید کرے کہ روز یا تیسرے چوتھے روز دس پندرہ منٹ کیلئے کسی خوش عقیدہ متقی محقق عالم کی صحبت سے فیض اٹھایا کریں صحبت کے عجیب منافع و برکات ہیں ؎ ہر کہ خواہد ہمنشینی باخدا ۔ گو نشیند در حضور اولیا ۔ یک زمانہ صحبت با اولیا ۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا ۔ **فصل** حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا مغفرت ہی عبادت کا روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قدر کی کوئی چیز نہیں روایت کیا اس کو ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ دعا نفع دیتی ہی اس بلا سے جو نازل ہو چکی ہی اور اس بلا سے بھی جو نازل نہیں ہوئی (جو مصیبت واقع ہو گئی ہی اس کا خاتمہ ہو جاتا ہی اور جو واقع نہیں ہوئی وہ ٹل جاتی ہی) اپنے ذمہ لازم کرلو اے اللہ کے بندو دعا کو روایت کیا اس کو ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہی جو دعا مانگے مگر اللہ تعالی یا تو اسکی مانگی چیز دیتے ہیں یا کوئی برائی اس سی روک دیتے ہیں جب تک کہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرو اللہ تعالی سے اس حالت میں کہ تم قبولیت کا یقین رکھتے ہو اور جان لو کہ اللہ تعالے غافل قلب سے دعا نہیں فرماتے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** ان احادیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو دعا کی فضیلت اور تاثیر اکثر لوگ شدائد میں طرح طرح کی تدابیر کرتے ہیں مگر دعا کی طرف مطلقاً التفات نہیں کرتے حالانکہ وہ اعظم تدابیر ہے دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ دعا کبھی بیکار نہیں جاتی یا تو وہی چیز مل جاتی ہی یا اور کوئی آنیوالی بلا ٹل جاتی ہے یا موافق ایک روایت کے آخرت میں اسکے لئے جمع ہو جاتی ہی بہر حال قبولیت ضرور ہوتی ہے آجکل اکثر یہ شبہ کیا جاتا ہی کہ ہماری دعا نہیں قبول ہوئی اس سی یہ شبہ جاتا رہا تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ قبول دعا کے لئے یہ بھی شرط ہی کہ خلاف شرع درخواست نہ ہو اور حضور قلب سی ہو اور قبولیت کا یقین ہو آجکل ان سب شرائط میں غفلت ہی اکثر یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہم جو چیز مانگ رہی ہیں موجب ناخوشی اللہ سبحانہ و تعالی کے تو نہ ہوگی نہ حضور قلب میسر ہوتا ہی بلکہ حالت یہ ہی ؎ برزباں تسبیح و در دل گاو خر ۔ ایں چنیں

تسبیح کے وارد ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر قلب پر ہے قلب کی بے التفاتی کی بالکل ایسی مثال
ہے کہ کسی حاکم کی پیشی میں درخواست دیجاوے اور اُس کی طرف بیٹھ کر کے کھڑے ہو جاویں ظاہر
ہے کہ اس بے رخی کا کیا اثر ہوگا اور سب سے بڑی بلا یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کا یقین نہیں ہوتا تردد
ہوتا ہے کہ دیکھئے منظور ہو گی یا نہیں اس کی تو بعینہ مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی حاکم کی یہاں
نوکری کی تحریری درخواست دے اول میں تو بہت خوشامد کے الفاظ ہوں اور اس کیساتھ
آخر میں یوں بھی لکھدے کہ مجھکو آپ سے امید تو نہیں ہے کہ آپ مجھ کو نوکری دیں گے ہر شخص جانتا
ہے کہ ایسی مہمل درخواست کا کیا اثر ہوگا بجز اس کے نامنظور ہو بلکہ غالباً اور الٹا عتاب و
عقاب ہونے لگے اسی طرح جب دل میں قبولیت دعا کا یقین نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ تو
دل کے کیفیات پر مطلع ہیں دل میں تردد رکھنا ان کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے حکام مجازی
کے روبرو زبان یا قلم سے تردد کا اظہار کرنا پھر ایسی دعا کیسے قبول ہونے کے لایق ہے اور منجملہ
شرائط قبول دعا کے یہ بھی ہے کہ خوراک و پوشاک حرام سے بچے اس شرط کو تو آجکل بالکل
محال سمجھ رکھا ہے اور روزی حلال کو عنقا قرار دے رکھا ہے یہ خیال بالکل غلط ہے شریعت مطہرہ
نے وجوہ و طرق معیشت حلال میں بہت وسعت دی ہے جو چیز موافق فتویٰ علمائے شرع
کے حلال ہو وہ حلال ہے اور تقویٰ کا درجہ تو بہت بڑھا ہوا ہے وہ مقام صدیقین کا ہے عوام
کے لئے فتویٰ پر عمل کر لینا جائز ہے **فصل** ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی جو ذکر کرتا ہو اپنے رب کا اور اس شخص کی جو نہ ذکر
کرتا ہو مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زیادہ کلام مت کیا کرو بجز ذکر اللہ کے کیونکہ
زیادہ کلام کرنا بجز ذکر اللہ کے قساوت قلب کا سبب ہے اور سب سے زیادہ دور اللہ تعالیٰ سے
وہ قلب ہے جسمیں قساوت ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کے لئے صیقل ہے اور دلوں کا صیقل ذکر اللہ ہے روایت
کیا اسکو بیہقی نے **ف** ان احادیث سے ذکر اللہ کی بزرگی کس درجہ ثابت ہوتی ہے صوفیہ کرام
رحمہم اللہ کے طریقے کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ انکو اس کا نہایت اہتمام ہے اس کے طرح طرح
کے طریقے سوچ سوچکر تعلیم فرماتے ہیں یہ ذکر اول زبانی ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ خود قلب
میں اثر پہنچتا ہے اس سے بالطبع اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بے تکلف اطاعت

ہونے لگتی ہے اور جو آثار و احوال پیدا ہو جاویگا غرض ذکر اللہ عجیب چیز ہی کسی شیخ کامل سے اس کا طریقہ دریافت کرکے کم و بیش ہر شخص کو اسکا اہتمام ضروری ہی ف ذکر اللہ میں استغفار بھی داخل ہی ابو ہریرہؓ سی روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قسم خدا کی میں استغفار کرتا ہوں اللہ تعالی سی اور اسکی طرف رجوع کرتا ہوں ایک دن میں ستر مرتبہ سی زیادہ روایت کیا اسکو بخاری نے ابن عباس سی روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص لازم کرلے استغفار کو اسکے لئی اللہ تعالی ہر تنگی سی نجات کی سبیل اور ہر فکر و غم سی کشادگی کردیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہونچاتے ہیں جہاں سی اسکو گمان بھی نہیں ہوتا روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوشی ہی اسکو شخص کیلیے جو اپنی نامہ عمل میں بہت سا استغفار پاوے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے فصل سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص ذمہ دار ہو جائے میرے واسطے اس چیز کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہی یعنی زبان اور جو اسکی ٹانگوں کے بیچ ہے یعنی شرمگاہ میں اسکے لئی ذمہ دار ہوں بہشت کا روایت کیا اسکو بخاری نے عقبہ بن عامر سے روایت ہی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملا پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نجات کی کیا صورت ہے آپنے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے گنجائش والا ہونا چاہئے یعنی گھر سے بلا ضرورت مت نکلو اور اپنی خطا پر روتے رہو روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے ف منجملہ آفات عظیمہ کے زبان کی آفت ہے کہ بظاہر نہایت خفیف ہے اور حقیقت میں نہایت ثقیل اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکے سنبھالنے کے لئی بہت تاکید فرمائی ہے کیونکہ اکثر آفتیں زبان کی بدولت نازل ہوتی ہیں جب تک زبان نہیں چلتی نہ کسی سے لڑائی ہو نہ جھگڑا نہ عداوت نہ خصومت اور جہاں یہ چلی سب کچھ موجود ہوا بزرگوں نے حدیثوں سے اس کی آفات مستنبط کرکے آپ کو ایک جگہ جمع کردیا ہے حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو لکھا ہے اور اردو میں حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو اپنے رسالہ ضمان الفردوس میں بقدر کافی تحریر فرمایا ہی اس رسالہ کا دیکھنا بلکہ اپنا وظیفہ بنالینا ہر شخص کے لئی ضروری ہے۔ راقم الحروف اشرف علی عفی عنہ

صرف ان گناہوں کے نام جو زبان کے متعلق ہیں شمار کرتا ہے اور تفصیل وعید کو کتابوں بزرگ پر حوالہ کرتا ہے یہاں لکھنا سب کا موجب تطویل ہی اور تحصیل حاصل بھی وہ سب آفات جنکو شمار امام غزالی نے کئے بیس ہیں کلام کرنا ایسے امر میں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ حاجت سی زائد کلام کرنا۔ بیہودہ باتوں میں خوض کرنا مثلاً غیر عورتوں کی حکائتیں بیان یا فساق و فجار و ظالموں کی حکایات محض دلچسپی کے لئے بیان کرنا جیسا کہ اکثر بیٹھکوں میں واقع ہوتا ہی بحث و مباحثہ کرنا۔ لڑائی وجھگڑا کرنا۔ کلام میں تکلف و تصنع کرنا فحش بکنا گالیاں دینا۔ بدزبانی کرنا۔ لعنت کرنا کسی پر یعنی پھٹکارنا الناپہ عادتوں میں بہت ہوتی ہے۔ گانا اور شعر پڑھنا جو خلاف شرع ہو جیسا آجکل کثرت سے یہی ہی حد سے زیادہ خوش طبعی کرنا۔ استہزا کرنا جس میں دوسرے کی تحقیر ہو یا وہ برا مانے۔ کسی کا راز ظاہر کردینا جھوٹا وعدہ کرنا جھوٹ البتہ جہاں ضرورت شدہ ہو اور دوسرے کی حق تلفی نہ ہوتی ہو وہاں اجازت ہی غیبت یہ سب بڑا مکر لوگوں کی غذا ہو رہی ہے اور اس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم تو سچ کہہ رہے ہیں پھر غیبت کہاں ہوئی یہ شبہ بالکل مہمل ہی کیونکہ غیبت تو جب ہی ہوتی ہے جب بات سچ ہو ورنہ بہتان ہے البتہ جس شخص سی کسی کو دینی یا دنیوی مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے اس کا حال بیان کردینا جائز ہے چغلخوری کا کرنا ہر گروہ میں جاکر اسکی سی باتیں بنا دینا کسی کے منہ پر اسکی تعریف یا خوشامد کرنا البتہ اگر اس کی تعریف سے مخاطب کو خود بینی پیدا نہ ہو بلکہ امر خیر کی اور زیادہ رغبت پیدا ہو جاوے تو مضائقہ نہیں۔ بول چال میں باریک غلطیوں کا لحاظ نہ رکھنا مثلاً اکثر لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ اوپر خدا نیچے تم یہ بری بات ہے اس میں شبہ مساوات خالق و مخلوق کا ہوتا ہی علماء سے ایسے سوالات کرنا جنسے اپنی کوئی ضرورت متعلق نہیں طریق حفظ لسان علاج اس کا یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا ارادہ ہو تو بے تامل نہ کہہ ڈالے کم از کم دو تین سکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں میرے مالک حقیقی کو ناخوش کر دینے والی تو نہیں ہے اگر پورا اطمینان ہو تو بولنا شروع کرے مگر ضرورت کے موافق اور اگر ذرا بھی خلجان ہو تو خاموش رہے انشاء اللہ تعالیٰ نہایت سہولت سے سب آفات سے بچ جائیگا شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہیں ؎ مزن بے تامل بگفتار دم ؛ نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم ؛ اللہ تعالےٰ توفیق بخشے

الحمد للہ کہ اس مقام پر وہ شعبے جو زبان سے متعلق ہیں ختم ہوئے

باب تیسرا

ان شعبوں کے بیان میں جو باقی جوارح سے متعلق ہیں اور وہ چالیس شعبے ہیں سولہ تو مکلف کی ذات خاص سے متعلق ہیں۔ طہارت حاصل کرنا۔ اسمیں بدن جامہ مکان کی طہارت وضو کرنا غسل کرنا جنابت سے حیض سے نفاس سے سب کچھ داخل ہوگیا۔ نماز کا قایم کرنا اسمیں فرض و نفل و قضا سب آگیا۔ صدقہ اسمیں زکوٰۃ صدقہ فطر جود واطعام طعام اکرام مہمان سب داخل ہے۔ روزہ فرض و نفل حج وعمرہ و اعتکاف شب قدر کا تلاش کرنا اسمیں آگیا اپنے دین کے بچانے کیلئے کہیں بھاگ نکلنا اسمیں ہجرت بھی آگئی نذر پوری کرنا قسم کا خیال رکھنا کفارہ ادا کرنا بدن چھپانا نماز اور غیر نماز میں قربانی کرنا جنازہ کی تجہیز و تکفین و تدفین دین ادا کرنا معاملات میں راستبازی کرنا اور غیر مشروع معاملات سے بچنا سچی گواہی ادا کرنا اور اس کو پوشیدہ نہ کرنا اور چھ اپنی اہل و توابع کے متعلق ہیں۔ نکاح سے عفت حاصل کرنا۔ اہل و عیال کے حقوق ادا کرنا اسمیں غلام نوکر خدمت گذار سے نرمی و لطف کرنا بھی آگیا والدین کی خدمت کرنا اور انکو ایذا نہ دینا اولاد کی پرورش کرنا ناتہ داروں سے سلوک کرنا آقا کی اطاعت کرنا اور اٹھارہ عام لوگوں سے متعلق ہیں حکومت میں عدل کرنا مسلمانوں کی جماعت کی اطاعت کرنا حکام کی اطاعت کرنا لوگوں میں اصلاح کر دینا اسمیں خوارج اور باغیوں کے ساتھ قتال کرنا بھی داخل ہے کیونکہ فساد کا دفع کرنا اصلاح کا سبب ہوتا ہے نیک کام میں مدد دینا نیک بات بتلانا بری بات سے منع کرنا حدود کا قایم کرنا جہاد کرنا اسمیں سرحد کی حفاظت بھی آگئی۔ امانت ادا کرنا اسمیں خمس نکالنا بھی داخل ہے قرض دینا ہمسایہ کی حاجتمند کو پڑوسی کی خاطرداری کرنا خوش معاملگی کو اسکے موقع میں صرف کرنا اسمیں فضول خرچی سے بچنا بھی آگیا سلام کا جواب دینا چھینکنے والے کو جواب دینا یعنی جب الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا لوگوں کو ضرر نہ پہونچانا لہو و باطل سے بچنا ایذا دینے والی چیز جیسے کانٹا ڈھیلا راہ سے ایک طرف کر دینا ۱۶ ۔ اور ۶ ۔ اور ۱۸ ۔ کا مجموعہ چالیس ہوا مثل شعب مذکورہ کے ان شعب کے بھی مختصر فضائل اور متعلقات کیلئے چند فصلیں منعقد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام فرما دیں **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت نصف ایمان ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **ف** اسمیں ہر قسم کی صفائی داخل ہوگئی چنانچہ ارشاد ہوا

ہی پانچ چیزیں فطرۃ سلیمہ کا مقتضا ہیں ختنہ کرنا استرہ لینا لبیں ترشوانا ناخن کٹانا بغل کے بال اکھاڑنا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور ارشاد فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ پاک و صاف ہیں صفائی کو پسند کرتے ہیں سو اپنے گھروں کے آگے میدانوں کو صاف رکھا کرو روایت کیا اسکو ترمذی نے دیکھیے شریعت مطہرہ نے صفائی کی کیسی تعلیم فرمائی افسوس ہم لوگ شریعت پر عمل چھوڑ کر غیر قوموں سے ہنسواتے ہیں اور شریعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسکی شریعت اصلاح معاش کیلئے کافی نہیں اور دوسری قومیں ہمارے اصول و احکام لیکر اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور فخر کرتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سادگی سے رہو مگر صفائی رہو جہاں تک امکان بدن سب ستھرا رہے میلا پن نہایت ذلت اور دوسرے کی ایذا کا سبب ہی **فصل** عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ایک روز نماز کا ذکر ارشاد فرمایا جو شخص نماز پر محافظت کرے یعنی اسکو ہمیشہ برعایت شرائط و ارکان پڑھتا رہے اسکے لئے وہ نماز قیامت کے روز روشنی اور برہان اور سبب نجات ہو جاویگی اور جو شخص اسپر محافظت نہ کریگا وہ اسکے لئے نور ہوگی نہ برہان نہ نجات اور وہ شخص قیامت کیدن فرعون قارون و ہامان و ابی بن خلف کیساتھ ہوگا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کرو اپنی اولاد کو نماز کا جب وہ سات برس کے ہو جاویں اور انکو نماز کیلئے مارو جب وہ دس برس کے ہو جاویں اور علیحدگی کرو ان کے درمیان خوابگاہوں میں یعنی جب وہ ہو جاویں تو انکو علیحدہ بستر پر سلاؤ روایت کیا اسکو ابو داؤد نے **ف** نماز کی فضیلت اور اس کے ترک پر وعید کے بارہ میں بے شمار احادیث موجود ہیں اکثر لوگ نماز میں بہت غفلت کرتے ہیں ہر طرح کے بہانے پیش لاتے ہیں بڑا عذر کم فرصتی کا ہوا کرتا ہی صاحبو اگر عین ہجوم کار و بار کیوقت پیشاب یا پاخانہ کا دباؤ پڑے اسوقت کیا کرو کیا اپنا کام کرتے رہو یا سب چھوڑ چھاڑ کر بیت الخلا دوڑے جاؤ پھر افسوس کیا نماز کی اتنی بھی ضرورت اور قدر نہیں ہی سب سے بڑھکر افسوس یہ ہی بعض درویش اسکو ضروری نہیں سمجھتے اور دوسرے عوام اور جاہلوں کو گمراہ کرتے ہیں درویشی تو اسواسطے اختیار کیا کرتے ہیں کہ پہلے سے زیادہ عبادت و طاعت میں مشغولی ہوگی جو کام دین کا پہلے دشوار تھا وہ آسانی سے ہونے لگے گا نہ یہ کہ جو لنگڑا لنجا نماز روزہ تھا وہ بھی رخصت کر دیا اس سے بڑھکر رنج کی بات یہ ہی کہ یہ لوگ قرآن مجید کی آیات میں تحریف کرکے اپنے مطلب کو ثابت کرنا چاہتے ہیں صاحبو تفصیلی جواب تو طالب علموں کے

سمجھنے کے قابل ہو ان بیچاروں سے اتنا پوچھ لینا کافی ہو کہ قرآن مجید جن پر نازل ہوا وہ زیادہ سمجھتے تھے یا تم پھر وہ تو عمر بھر نماز پڑھتے رہے پھر تم نے کس بنا پر نماز چھوڑ دی بات یہ ہو کہ یہ بھی نفس کی شرارت ہو کہ بزرگی کے پردہ میں لذت نفس کو پورا کیا جاتا ہو یا اثنائے سلوک میں کوئی دھوکا ہو گیا ہو جسکا منشا جہل اور دوسروں سے اپنی کو بڑا سمجھنا ہو ورنہ کسی کامل جامع شریعت و حقیقت سے رجوع کرتے غلطی نکلجاتی اللہ تعالیٰ سب آفات سے محفوظ رکھے جو لوگ اب نماز کی طرف متوجہ ہوں انکو پچھلی ناغہ نمازیں بھی قضا کرنا چاہیے نہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتی اور قضا کیلئے یہ ضرور نہیں کہ فجر کی فجر کیوقت ہو ظہر کی قضا ظہر کیوقت ہو یہ کچھ ضرور نہیں بجز تین وقتوں کے اور تمام اوقات میں قضا جائز ہے وہ تین وقت یہ ہیں آفتاب نکلتے وقت جب آفتاب برابر ہو جب آفتاب چھپنے لگے البتہ اسمیں اکثر لوگوں کو آسانی ہوتی ہو کہ ایک ایک ادا نماز کیساتھ ایک ایک نماز پڑھ لیا کریں **فصل** ابوہریرہؓ روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے روز اسکا مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائیگا جس کی آنکھوں پر نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بڑا زہریلا ہوتا ہو) وہ اسکے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جاویگا پھر وہ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑیگا اور کہیگا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں پھر آپنے یہ آیت تلاوت فرمائی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الآیۃ (اس آیت میں بھی مال کے طوق ہونیکا ذکر ہے) روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اکثر مالدار زکوٰۃ دینے میں بہت کوتاہی کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ روپیہ کم ہو جاویگا صاحبو اول تو اس کا تجربہ ہو چکا ہو کہ زکوٰۃ و صدقہ دینے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا اس وقت اگر کسی قدر نکل جاتا ہو تو کسی موقع پر اس سے زیادہ آسمیں آجاتا ہو حدیث شریف میں بھی یہ مضمون موجود ہو دوسرے اگر بالفرض کم ہی ہو گیا تو کیا ہو آخر اپنی حظوظ نفس میں ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہو وہ بھی تو کم ہی ہوتا ہو سرکاری ٹیکس اور محصول میں بہت کچھ دینا پڑتا ہو اور نہ دو تو باغی مجرم قرار دیے جاؤ آخر اسمیں بھی تو گھٹتا ہے پھر اسکو خدائی ٹیکس سمجھو تیسری یہ کہ یہاں گو کم ہوا نظر آتا ہو مگر وہاں جمع ہو جاتا ہو آخر ڈاکخانہ میں بنک میں روپیہ جمع کرتے ہو تمہارے قبضہ سے تو نکل ہی جاتا ہو مگر اطمینان ہوتا ہو کہ معتبر جگہ جمع ہوتا ہو نفع بڑھتا رہتا ہو اسی طرح صاحب ایمان کو خداوند جل شانہ کے وعدوں پر اعتماد کر کے سمجھنا چاہیئے کہ وہاں جمع ہو رہا ہے اور قیامت کے روز اصل مع نفع

ف صـ۱۲

ف زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خیالات کی غلطی ظاہر اصلاح ۱۲

کے ایسے موقع پڑے گا کہ اسوقت بہت ہی سخت ضرورت ہوگی اس کے علاوہ حفاظت مال
کیواسطے جو کیدار نوکر رکھتے ہو اسکو تنخواہ دینی پڑتی ہی باوجودیکہ یہ مقدار گھٹ جاتی ہی مگر
اس ڈر سی کہ تھوڑی بچت کیواسطے کہیں سارا روپیہ چوری نہ ہو جاوے یہ رقم صرف کرنا گوارا
کرتے ہو اسی طرح زکوٰۃ کے ادا کرنے کو مال کا محافظ سمجھو۔ حدیث شریف سی معلوم ہوتا ہی کہ زکوٰۃ
نہ دینے سی مال ہلاک ہو جاتا ہی چنانچہ حضرت عائشہؓ سی روایت ہی کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سی آپ فرماتے تھے کہ نہیں مخلوط ہوتی زکوٰۃ کسی مال میں کبھی مگر کہ ہلاک کر دیتی ہی وہ اس
مال کو روایت کیا اسکو شافعی نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حمیدی نے اور اسقدر
انہوں نے اور زیادہ کیا ہی کہ تجھپر زکوٰۃ واجب ہوئی اور تو نے اسکو نہ نکالا ہو سو یہ حرام اس حلال
کو ہلاک کر ڈالتا ہی سو اپنے مال کی حفاظت کیلیئے اس کو جو کیداروں کی تنخواہ ہی سمجھ لیا کرو پھر یہ ہی کہ کوئی
ایسا شخص نہیں ہی جسکو حاجتمندوں کے لئے کچھ نہ کچھ خرچ کرنا نہ پڑتا ہو کاش اگر حساب کر کے خرچ
کریں زکوٰۃ سہولت سی ادا ہو جاوے صدقۂ فطر ابن عباس سی روایت ہی کہ انہوں نے آخر رمضان
میں فرمایا کہ اپنے روزہ کا صدقہ نکالو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ مقرر فرمایا ہی ایک
صاع خرما ہو یا جو یا نصف صاع گیہوں ہر شخص پر خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت بچہ ہو
یا بڈھا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور انہی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو اسواسطے مقرر فرمایا ہی کہ روزے لغو اور فحش سی پاک ہو جاویں اور غریبوں کو
کھانیکو ملے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے صدقۂ فطر کے مفصل مسائل کتب فقہ سی لینا چاہئے
رفع غلطی اکثر فانونی طبیعت کے لوگ یوں سمجھا کرتے ہیں کہ جب ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی اب کوئی حق
ہمارے ذمہ نہ رہا پھر انکی قساوت کی یہ حالت ہوتی ہی کہ کوئی غریب محتاج کیسا ہی بھوکا مرتا ہو
اور ان بزرگ کے پاس ہزاروں روپیہ بھرا پڑا ہو مگر ان کو نہ اسپر رحم آتا ہی نہ اسکو ایک پیسہ دیتے
ہیں اور اپنے زعم میں بڑے بیفکر بیٹھے کہ ہم زکوٰۃ تو ادا کر ہی چکے اب ہمارے ذمہ کوئی حق نہیں رہا یہ خیال
نہایت غلط ہی خود حدیث میں موجود ہی ان فی المال لحقا سوی الزکوٰۃ ثم تلا لیس البر
الخ رواہ الترمذی وابن ماجہ الدارمی یعنی مال میں اور بھی حق ہی سوا زکوٰۃ کے پھر آپ نے تصدیق
کیلئے یہ آیت پڑھی لیس البر الآیۃ وجہ تصدیق کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں مال دینے کو
فرمایا اسکے بعد زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا سو معلوم ہوا کہ یہ مال دینا علاوہ ادائے زکوٰۃ کے ہی اسی طرح
احادیث کثیرہ سی اور حقوق کا ثبوت ہوتا ہی بات یہ ہی کہ حقوق مالیہ دو قسم کے ہیں معین اور غیر معین

زکوٰۃ معین حق ہی جو خاص وقت میں خاص شرائط سی خاص مقدار کے ساتھ مقرر ہی اور دوسرے حقوق غیر معین ہیں جن کا مدار اہل حقوق کی حاجت پر ہی اس کا کوئی ضابطہ نہیں مثلاً ایک محتاج سائل آیا جسکو ایک روپیہ کی ضرورت ہی اور ہمارے پاس حاجت سی زائد ایک روپیہ موجود ہی کیا ہمارے ذمہ اسکی دستگیری ضرور نہ ہوگی بیشک ضرور ہوگی اسی طرح کسیکو قرض دینا کوئی چیز عاریۃً دیدینا کاموں میں اعانت کرنا یہ سب بقدر وسعت ضروری ہی

ف روزہ

فصل ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کے تمام اعمال کا یہ قانون ہی کہ ایک نیکی دس حصہ سی سات سو حصہ تک بڑھتی ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سوائے روزہ کے کہ وہ خاص میرا ہی اور اسکی جزا میں خود دونگا میری خاطر سے اپنی شہوت کو اپنی کھانیکو چھوڑ دیتا ہی روزہ دار کیواسطے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کیوقت دوسری خوشی اپنی پروردگار کی ملاقات کیوقت اور البتہ روزہ دار کے منھ کی بدبو اللہ کے نزدیک خوشبوئے مشک سی زیادہ پاکیزہ ہی اور روزہ ڈھال ہی اور جب کوئی تم میں روزہ رکھے تو فحش باتیں نہ کہے اور شور و غل نہ مچاوے اگر کوئی گالی گلوج کرنے لگے یا لڑنے لگے تو یوں کہدینا چاہیے کہ بھائی میرا تو روزہ ہی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ف اور بیشمار حدیثیں روزہ کے فضائل اور ترک روزہ کی برائی میں وارد ہیں افسوس اس زمانہ میں اکثر اہل تنعم روزہ سے جی چراتے ہیں کہتے ہیں بھوک پیاس کی تاب نہیں ہوتی بڑے تعجب کی بات ہی اگر حکیم صاحب کسی بیماری میں فرمائیں کہ چار وقت کا فاقہ کرنا نہیں تو مرجاؤگے حضرت چار وقت کی جگہ احتیاطاً پانچ وقت کا فاقہ خوشی سے کرنے کو طیار و مستعد ہو جاویں گے افسوس خدا کا حکم حکیم کے حکم کے برابر بھی نہ ہوا افسوس حیٰوۃ اخرویہ کی قدر حیٰوۃ دنیویہ کے برابر بھی نہوئی یا اللہ ہمارے بھائیوں کو نیک سمجھ نصیب فرما اور نفس شیطان کے غلبہ کو ان دفع فرما تقسیم روزہ تین طرح پر ہی فرض رمضان شریف کا اور نذر کا اور کفارہ کا اور قضا کا بدل بدی کا نفل جسمیں شش عید ذی الحجہ کے نو دن یوم عاشورہ شعبان کی پندرھویں معین ہیں اور باقی غیر معین ممنوع عید الفطر عید تین روز بقر عید کے بعد

ف روزوں میں کوتاہی کرنیوالوں کی اصلاح

ف حج وعمرہ

فصل ابی امامہ سے روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کیلئے یہ چیزیں حج سی مانع نہوں کھلی محتاجی یا ظالم بادشاہ یا کوئی بیماری جس سی جا نسکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اسکو اختیار ہی خواہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر روایت کیا اسکو دارمی نے ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے حج کرنے والے اور عمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں وہ قبول فرماتے ہیں اور اگر یہ لوگ استغفار کرتے ہیں وہ مغفرت فرماتے ہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہؒ نے اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص حج کرنے کو یا عمرہ کرنیکو یا جہاد کرنے کو گھر سے نکلا پھر وہ راہ ہی میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ثواب حاجی اور معتمر اور غازی کا لکھتے ہیں روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں ف روپیہ والے اکثر حج میں بھی کوتاہی کرتے ہیں کوئی اپنی کاروبار کا بہانا کرتا ہے کوئی سمندر سے ہول کھاتا ہے کوئی بدوں کو ملک الموت سمجھتا ہے صاحبو یہ تمام حیلے بہانے محض اسوجہ سے ہیں کہ حج کی وقعت دل میں نہیں حاضری دربار خداوندی کو ضروری نہیں سمجھتے اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل خالی ہے ورنہ کوئی چیز بھی سد راہ نہیں ہوتی ادنیٰ سی مثال عرض کرتا ہوں اگر مکہ معظمہ اپنے پاس سے خرچ راہ بھیجکر آپکی طلبی کا ایک اعزازی فرمان آپکے پاس بھیجیں قسم کھا کر فرمائیے آپ جواب میں یہ فرمائیں گے کہ صاحب میرے مکانمیں کوئی کار و بار دیکھنے والا نہیں آسکتا یا مجھے تو سمندر سے ڈر لگتا ہے اسلئے معذور ہوں یا راہ میں فلاں مقام پر لوٹ مار ہوتی ہے میں جانا خلاف احتیاط سمجھتا ہوں جناب عالی کوئی حیلہ کرنیکو دل نہ چاہیگا تمام ضرورتیں اور عذر حیلے میں ڈال دوگے اور نہایت شوق و سرف ہے جس طرح بن پڑیگا افتاں و خیزاں دوڑے جاؤگے اور ساری مشکلیں آسان نظر آئیں گی بات یہ ہے کہ ارادہ سے تمام کام سہل ہوجاتے ہیں اور جب ہمت اور ارادہ ہی پست کردو تو آسان کام بھی مشکل نظر آتے ہیں بالخصوص بدوں کا بدنام کرنا بالکل ہی ناواقفیت ہے جو لوگ حج کرکے ہیں اور کسی قدر حالات واقعہ کی تحقیق کا شوق بھی انکے دل میں ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ بدوں کی کوئی نئی حالت نہیں ہے نہ کوئی نیا واقعہ پیش آتا ہے جو اتفاق ہندوستان میں پیش آتے ہیں اور جو اسباب انکے پیش آنیکے ہیں وہی اتفاق و اسباب وہاں ہیں یہاں گاڑی بانوں کو دیکھ لیجئے کہ ان کو ذرا بات چیت سے کھانے پینے تماکو سے ذرا خوش رکھئے غلام بن جاتے ہیں اور اگر سختی کیجئے گالی دیجئے کہیں گاڑی الٹ دیں گے کہیں پریشان کرینگے علی ہذا باوجود اس انتظام شدید کے بارہا تھوڑے ہی میدان میں اسٹیشن سے شہر کو آنے جانے میں بہت سی وارداتیں ہوتی ہیں ایسا ہی وہاں سمجھ لیجئے بلکہ وہاں کی حالت کے اعتبار سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہاں کوئی چوکی نہیں پہرہ نہیں پھر واقعات کی کمی بالکل تعجب ہے اور جس قدر ہوتا ہے وہ بھی مسافرین

کی بے انتظامی و بے احتیاطی سے ہوتا ہی ورنہ یہ طرح سے سلامتی ہی عافیت ہی اکثر لوگوں کو ان وقعات کے سخت معلوم ہونیکی وجہ یہ ہی کہ اجنبی ملک زبان اسلئے بر داشت نہیں ہوتی اور سب گفتگو کے بعد میں کہتا ہوں اچھا سب کچھ ہوتا ہی پھر کیا ہوا ایک کسی کے عشق میں آدمی تمام ذلت و کلفت گوارا کرتا ہے کیا خدائی محبوب کا اتنا بھی نہیں ہے

اے دل آں بہ کہ خراب از می گلگوں باشی ✿ بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در رہ منزل لیلےٰ کہ خطرہاست بجاں ✿ شرط اول قدم آن ست کہ مجنوں باشی

نصیحت حجاج کو چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اول سفر میں خصوصاً جہاز پر نماز قضا نہ کریں بڑی بڑی بات ہی کہ ایک فرض کیلئے اتنی فرض اڑا دیئے جائیں۔ دوم سفر میں کسی سے تکرار کریں نہ کسی پر اعتماد سوم مطوف ایسے شخص کو مقرر کریں جو مسائل حج بخوبی جانتا اور امین اور خیر خواہ ہو چہارم خرچ کافی لیجاویں اور خرچ کرنے میں نہ بخل کریں کہ طرح طرح کی مصیبت جھیلنی پڑے اسراف کریں کہ محتاج ہو کر پریشان ہوں پنجم قافلہ سی باہر ہرگز کسی وقت نہ جائیں ششم بدوں کو کر قلیل پر قانع ہو جاتے ہیں خوش رکھیں ہفتم اس سفر کو عشق سمجھیں **فصل** حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی پھر آپ کی بیبیاں۔ اعتکاف کرتی تھیں آپ کے بعد روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معتکف کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہی اور اسکو نیکیوں کا اتنا ثواب ملتا ہی جیسے تمام نیکیاں کرنے والے کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **ف** اعتکاف سی بقول اہل تحقیق یہ ہی کہ شب قدر کو اسمیں تلاش کیا جائے کیونکہ اکثر احادیث کے موافق یہ شب عشرۂ اخیرہ میں ہوتی ہی اور اس کی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ انس بن مالک سی روایت ہی کہ رمضان شریف کا مہینہ داخل ہوا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ تمہارے پاس آگیا ہی اور اسمیں ایک شب ہی جو ہزار مہینوں سی بہتر ہے (یعنی شب قدر ہی) جو اس سی محروم رہا وہ تمام خیر سی محروم رہا اور اسکی خیر سے وہی محروم رہیگا جو بالکل محروم ہی ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بعض لوگ اعتکاف کے یہی معنی سمجھتے ہیں کہ دس روز تک مسجد میں مقید رہے جا ہی وہاں بیٹھکر دنیا بھر کے خرافات میں مشغول رہے ایسا اعتکاف تو محض صورت بے معنی ہے

مثلاً اعتکاف کا ذکر و فکر و مشغولی عبادت اور توبہ و استغفار و انتظار صلوٰۃ وغیرہ امور میں مشغول
رکھنا چاہیے اور طاق راتوں میں شب قدر کا غالب احتمال ہے جسقدر ممکن ہو اسمیں شب بیداری
کرے اور یہ ضرور نہیں کہ تمام شب جاگے خواہ زبان بھی لڑکھڑائے رکوع سجدہ میں سہو بھی
ہوتا جائے نیند کے جھونکے سے گر گر بھی پڑے اگر ایسی حالت ہو تو تھوڑی دیر کیلیے سو رہنا چاہیے
شریعت کا یہ حکم نہیں ہے کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالو بلکہ اصلی منشاء یہ ہے کہ غفلت و کاہلی و اعراض
و نسیان نہ ہونا چاہیے ادھر کی دھن لگی رہے اور اپنی کوشش بھر کوتاہی نہ کرے اور تکان
کیوقت بے تکلف آرام کرے ایسا آرام بھی عبادت سے درجہ میں کم نہیں ہے **فصل** ابو سعید
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑے ہی دنوں میں ایسی
حالت ہو جائیگی کہ مسلمان کا سب سے بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پھرتا ہو پہاڑ
کی چوٹیوں پر اور بارش کے موقعوں پر اپنے دین کو لیے ہوئے بھاگا پھرتا ہے فتنوں سے روایت
کیا اسکو بخاری نے عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ ہجرت منہدم کر دیتی ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہو چکے ہیں روایت کیا اسکو مسلم
نے اگر کسی شہر میں یا کسی محلہ میں یا کسی مجمع میں دین کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو وہاں سے بشرط
قدرت علحدگی واجب ہے اگر یہ شخص عالم مقتدا ہے اگر لوگوں کو اس سے دینی حاجت واقع ہوتی
ہے تو انہیں رہ کر صبر کرے اور اگر اسکو کوئی پوچھتا ہی نہیں نہ اسکو انکی اصلاح کی امید ہے
تو بھی بہتر ہے کہ ان سے علحدہ ہو جاوے **فصل** حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریگا تو اطاعت کرنا
چاہیے اور جو نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی کریگا تو نافرمانی نہ کرے روایت کیا اسکو بخاری نے یعنی
جو نذر موافق شرع کے ہو اسکو پورا کرے اور جو خلاف شرع ہو اسکا پورا کرنا جائز نہیں مثلاً
کسی نے منت مانی کہ میرا بیٹا اچھا ہو جائے تو ناچ کا جلسہ کرونگی یہ بیہودہ نذر ہے اسکا پورا کرنا
جائز نہیں ف اسی طرح اس زمانے میں بہت سے امور مکروہ و بدعت کی نذر مانی جاتی ہے
عوام بالخصوص مستورات اسمیں زیادہ مبتلا ہیں امام حسینؓ کا فقیر بنانا کسی کے نام کی چوٹی
رکھانا یا بالی پہنانا کسی مزار پر غلاف بھیجنا شیخ سدو کا بکرا کرنا خدائی رات کرنا جیسی آجکل
ہوتی ہے مشکل کشا کا روزہ رکھنا اور بہت سے واہی تباہی باتیں مشہور و معروف ہیں جنکی
شریعت میں کچھ بھی اصل نہیں بلکہ کلیۃً یا جزئیۃً ممانعت آئی ہے بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ

بعض لکھے پڑھے لوگ ان رسوم کے حامی و ناصر ہیں بالخصوص شیخ سدو کے بکرے کو حلال و طیب سمجھنے والے تو بکثرت ہیں صاحبو قرآن مجید میں صاف لفظ وَمَا اُحِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ موجود ہی اہلال عربی لغت ہی کتب لغت میں دیکھنا چاہئے حلت و حرمت مسئلہ فقہیہ ہے کتب درمختار وغیرہ میں ملاحظہ فرمانا چاہئے اور اوراہلال بعض تفاسیر میں جو ذبح کی ساتھ تفسیر کی ہی باعتبار عادت اس زمانے کی ہی بعض آیات میں جو تحریم سے نہی آئی ہی وہ بمعنی ارتکاب بسبب حرمت ہی نہ اعتقاد حرمت **فصل** فرمایا اللہ جل شانہ نے۔ وَاحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ یعنی سنبھال کرو اپنی قسموں کو حفظ قسم میں کئی چیزیں آگئیں اول یہ کہ غیر اللہ کی قسم نہ کھائے چنانچہ ابن عمر سے روایت ہی کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ مشرک ہوجاتا ہی مراد شرک عملی ہی یعنی یہ مشرکوں کا فعل ہی اکثر آجکل بیٹے کی باپ قسم کھایا کرتے ہیں اس سے بہت احتیاط چاہیئے یا بعض لوگ یوں قسم کھاتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو ایمان مجھکو نصیب نہ ہو اسکی بھی سخت ممانعت آئی ہی حدیث میں ہی کہ اگر جھوٹا ہی تب ایمان جاتا رہا اور اگر سچا ہی تب بھی صحیح و سلامت اسلام کی طرف سے نہ آویگا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے دوسرے یہ کہ اللہ کی قسم کھاوے تو سچ قسم کھاوے چنانچہ ابوہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کی قسم مت کھاؤ جس حالتمیں سچے ہو روایت اسکو ابو داؤد نے اور نسائی نے تیسرے یہ کہ زیادہ قسم نہ کھائے اسمیں اللہ تعالیٰ کے نام کی بیحرمتی ہی اللہ تعالیٰ نے سورۃ نون میں حلاف کو اوصاف ذم میں یاد فرمایا ہی چوتھے یہ کہ اگر شرع کے موافق کسی امر پر قسم کھائی ہی تو اسکو پورا کرے اور اگر خلاف شرع ہی مثلاً کسی گناہ پر قسم کھائی ہی کہ فلاں پر ظلم کرونگا یا کسی کا حق تلف ہوتا ہی مثلاً قسم کھائی کہ باپ یا بھائی یا کسی اور مسلمان سی نہ بولوگا یا فلاں حقدار کو کچھ نہ دوں گا ایسی قسم کو توڑ ڈالے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور پھر دوسری بات اس سے اچھی نظر آئے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور اس کام کو کرے روایت کیا اسکو مسلم نے پانچویں یہ کہ کسی کا حق مارنے کیواسطے جھوٹی اور پیچ کی قسم نہ کھائے البتہ اگر اسپر ظلم ہوتا ہو تو جائز ہی مثلاً تمہارے ذمہ میں زید کا کچھ روپیہ آتا ہی تو قسم اسطرح کھانا چاہو کہ جھوٹ بھی نہو اور روپیہ بھی نہ دینا پڑے مثلاً یوں

حفظ یمین و ادب آن

کہو کہ میرے پاس تمہارا روپیہ نہیں ہے دوسرا شخص تو یہ سمجھے کہ انکے ذمہ روپیہ نہیں ہے
اور تمہارا مطلب یہ ہو کہ اسوقت ہماری جیب میں نہیں ہے یہ حیلہ گناہ ہے البتہ اگر کوئی ظالم
چوہدری اکو تمہارے گھر کا دفینہ خزینہ بجبر دریافت کرے اسوقت ایسی تاویل سے قسم کھالینا
کہ میرے پاس تو ایک آدھی بھی نہیں ہے مجھے کیوں تنگ کرتے ہو جائز ہے بلکہ اکثر علمائے
محققین کے نزدیک ایسے وقت میں صریح جھوٹ بھی جائز ہے ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ
ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قسم کھلانے والے کی نیت پر قسم
واقع ہوتی ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **فصل** کفارہ کی کئی قسم ہے کفارۂ یمین کفارہ
قتل کفارۂ ظہار کفارۂ رمضان یہ سب قسمیں قرآن وحدیث مذکور ہیں کفارۂ یمین کفارہ
یمین کفارۂ قسم کو کہتے ہیں یعنی اگر قسم ٹوٹ جاوے تو یا دس مسکین کو کھانا دو وقت پیٹ
بھر کر کھلا دیوے یا انکو ایک ایک جوڑا کپڑا دیدے یا ایک غلام آزاد کرے ان تینوں
میں اختیار ہے جو چاہے ادا کرے جب ان تینوں امر سے عاجز ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو تو
تین روزہ لگاتار رکھے اکثر لوگ تین روزوں پر ٹال دیتے ہیں اگرچہ کھانا کھلانے کی استطاعت
رکھتے ہوں یہ جائز نہیں اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا اگر دس مسکین کو فی مسکین نصف صاع
گیہوں جو بحساب سے پونے دو سیر ہوتے ہیں یا اس کے دام دیدے تب بھی بجائے کھلانے
کے ہے **کفارۂ قتل** اگر بھول چوک سے کوئی خون ہو جائے تو اسمیں علاوہ دیت یعنی خون
بہا کے احکام و مقدار کتب فقہ میں مذکور ہیں ہیں ایک غلام کا آزاد کرنا واجب ہے اگر اسپر
قدرت نہ ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے یہ توبہ کی تکمیل کے لئے ہے **کفارۂ ظہار** اگر
بیوی کو اپنی محرمات ابدیہ میں سے کسی کے عضو محرم کے ساتھ تشبیہ دی جاوے اسکو ظہار کہتے ہیں
وہ عورت اسپر حرام ہوتی ہے جبتک کہ کفارہ نہ دے اسکا یہ ہے کہ اول ایک غلام آزاد کرے
اگر اسکی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ لگاتار روزے رکھے اگر اسپر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ
مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے اب وہ عورت بدستور حلال ہو جاوے گی
کفارۂ رمضان کوئی روزہ قصداً بلا عذر افطار کر دیا جائے تو علاوہ قضا کے کفارہ
بھی دینا پڑیگا اور یہ کفارہ اور اسکی ترتیب بالکل مثل کفارۂ ظہار کے ہے **تنبیہ** جن روزوں
میں لگاتار ہونا شرط ہے اگر ایک روزہ بھی خواہ بعذر یا بلا عذر درمیان میں رہجائے تو از سر نو
پھر شروع کرنا پڑیگا البتہ عورت کیلئے حیض کا آجانا عذر معقول ہے مگر شرط یہ ہے کہ پاک

ہوتے ہی فوراً شروع کردے اگر پاک ہونیکے بعد ایک روز بھی غفلت ہو گی تو پھر از سر نو شروع کرنا پڑیگا اور نفاس عذر نہیں ہی یعنی بعد فراغ نفاس پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا پڑے گا **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ حمام میں بے لنگی باندھے نہ جاوے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور معاویہ ابن حیدہ سے روایت ہی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (ہمارے چھپانیکا بدن ہم کس موقع پر چھپاویں اور کس موقع پر ویسی ہی چھوڑ دیں) آپنے فرمایا سب سے اپنی ستر کو محفوظ رکھو بجز بی بی کے یا لونڈی کے انھوں نے سوال کیا کہ کبھی ایک شخص دوسرے کے پاس رہتا ہی یعنی ہر وقت ایک جگہ رہنے سے محافظت مشکل ہی، آپنے فرمایا کہ اگر تم سے یہ بات ہو سکے کہ اسکو نہ دیکھے تو ایسا ہی کرو انھوں نے سوال کیا کہ کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہی آپنے فرمایا تو اللہ تعالی سے حیا کرنا مناسب ہے، روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** یہ جو فرمایا کہ بے لنگی باندھے حمام میں نہ جاوے وجہ اسکی یہ ہی کہ حمام میں کئی کئی آدمی یکجا غسل کرتے ہیں اسلئے پردہ واجب ہی اور لونڈی سے جو بے پردہ ہونیکی اجازت دی اس سے مراد وہ لونڈی نہیں جو ہندوستان میں اکثر بڑے گھروں میں موجود ہیں کیونکہ یہ تو شرعی قاعدہ سے آزاد ہیں نہ انسے جبراً خدمت لینا جائز نہ انسے خلوت اور صحبت کی اجازت بالکل اجنبی آزاد عورت کے مثل ہیں نوکروں کی طرح انسے برتاؤ کرنا چاہیئے خدمت بھی رضامندی سے خواہ تنخواہ پر رضامند ہوں یا کھانے کپڑے پر، ہونا چاہئے اور انکو اختیار ہی جس سے چاہیں نکاح کریں جب چاہیں جہاں چاہیں چلی جائیں انپر کوئی بس نہیں ہی اور حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ ہونا (خواہ کل بدن سے یا بعض بدن سے جس کا چھپانا مجمع میں واجب ہی) جائز نہیں ہی اللہ تعالی سے اور ملائکہ سے حیا کرنا چاہیے کتب فقہ میں بدن چھپانے کے مسائل بتفصیل لکھے ہیں یہاں اس قدر سمجھہ لینا ضرور ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک بدن ڈھانکنا ضروری ہی اور عورت کو سر سے پانوں تک ہاں جس کو نامحرم کے روبرو کسی ضرورت سے سامنے آنا پڑتا ہو اسکو چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹے تک اور دونوں پانوں ٹخنے تک کھولنا جائز ہی اس صورت میں اگر بدنگاہ سے کوئی دیکھے گا وہ گنہگار ہوگا اسپر کوئی الزام نہیں لیکن اور تمام بدن موٹے کپڑے سے

(ف) بدن کا چھپانا

(ف) [illegible]

اور اسمیں بھی بہتر یہی کہ یہ کپڑا سفید اور سادہ ہو پُرتکلف نہ ہو ڈھکا ہونا چاہیئے خوشبو وغیرہ
بھی نامحرم کے روبرو لگا کر نہ آنا چاہیئے زیور جہانتک ممکن ہو ا ہو بہت باتیں بالخصوص
بے تکلفی اور لطف کی باتیں غیر محرم سے نہ کرے خلاصہ یہ ہی کہ جو چیز بضرورت جائز ہے
وہ زائد از ضرورت ممنوع ہی اے مردو اور لے بیبیوں باتوں کی خوب احتیاط رکھو
دیکھو اللہ و رسول تمپر بہت شفیق ہیں جس چیز سے منع کیا ہی اس کے مانند سی سراسر تمہارا ہی
فائدہ ہی اس زمانہ میں بدن کا پردہ ہی نہ آواز کا پھر دیکھو طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی
ہیں اللہ تعالی توفیق دیں **فصل** زید بن ارقم سی روایت ہی کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول
صلی اللہ علیہ وسلم، یہ قربانی کیا چیز ہے آپنے فرمایا سنت ہی تمہارے باپ ابراہیم
علیہ السلام کی انھوں نے عرض کیا کہ پھر ہم کو اسمیں کیا ملتا ہے آپنے فرمایا ہر بال کے
عوض میں ایک نیکی انہوں نے عرض کیا اور اون والے جانور میں یارسول اللہ آپ نے
فرمایا اسمیں بھی ہر بال کے عوض میں ایک نیکی روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے **ف**
اور بہت احادیث فضائل قربانی میں وارد ہیں اور گوشت پوست قربانی کا خواہ اپنی کام میں لائے
خواہ کسی کو ہدیہ یا صدقہ دے مالک کو اختیار ہی لیکن فروخت کرکے اپنی کام میں لانا جائز
نہیں اور اگر فروخت کیا تو اس کا مصرف مثل زکوٰۃ کے ہی اسی طرح جو اس مالک کا نائب
و وکیل ہے اس کو بھی اس قاعدہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے اکثر مدارس اسلامیہ میں قربانی کی کھال
کے داموں کو مہتمم جہاں مدرسہ میں ضرورت ہوتی ہے صرف کر ڈالتا ہی یہ بے احتیاطی ہی
صرف مصارف زکوٰۃ میں اسکو صرف کرنا چاہیئے **فصل** جابر سے روایت ہی کہ ارشاد فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوئی تم میں اپنی بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن
دے روایت کیا اسکو مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کیساتھ چلے بسبب ایمان اور طلب ثواب کے اور برابر اسکے
ساتھ رہی یہانتک کے اسپر نماز پڑھے اور اسکے دفن سی فارغ ہو جاوے تو وہ شخص دو قیراط
ثواب لیکر لوٹیگا ایک ایک قیراط احد کے پہاڑ کے برابر ہی اور جو شخص اسپر نماز پڑھے اور قبل
دفن چلا آئے تو اسکو ایک قیراط ملیگا روایت اسکو بخاری و مسلم نے **ف** اکثر لوگ جنازہ کی
نماز اور اسکے ساتھ مقبرہ تک جانے میں کاہلی کرتے ہیں اور بہت بڑے اجر سے محروم رہتے ہیں
اسی سستی کا یہانتک نتیجہ ہوتا ہی کہ بعض جنازے کیساتھ چار آدمی مصیبت سے ملتے ہیں اگر مقبرہ

دور ہوا انکو وہاں تک لیجانا فوت ہوتا ہے صاحبو یہ سب مسلمانوں کے ذمہ حق ہے اسمیں کوتاہی کرنیسے کوئی اکیلا گنہگار نہ ہوگا۔ بلکہ سب سے دار وگیر ہوگی **ف** جو دعائیں جنازہ کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہیں ہم انکو نقل کیے دیتے ہیں کہ انکا پڑھنا جنازہ پر موجب اتباع وسنت اور فائدہ بخش میت اور سبب افزونی ثواب مصلی ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا تَقَيَّتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ **دیگر** اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ۔

دیگر اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ **دیگر** اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهُ۔

فصل عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانا سب چیز کا کفارہ ہوجاتا ہے مگر دین۔ روایت کیا اسکو مسلم نے **ف** صاحبو شہادت سے بڑھکر کیا چیز ہے جب اس سے بھی معاف نہوا اور کس عمل سے معاف ہوگا اس سے دین کی بڑی سختی معلوم ہوتی ہے اکثر لوگ اسکا خیال نہیں کرتے اس مقدمہ میں کئی بد پرہیزیاں ہوتی ہیں سب سے پہلے بلا ضرورت کسی کا مدیون ہوجانا ایسے ہی ہوتا ہے کہ فضولیات کیلئے قرض لیا جاتا ہے بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے جو مصیبت کے مارے قرض لیتے ہیں اور مصیبت زدوں کو ملتا کب ہے اکثر مالدار اہل جائداد کو ملتا ہے تو فرمائیے اسپر کیا بلا نازل ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے قرض دار ہوا ور قرضداری

کبھی یا تو کسی شادی میں برباد کرنے کو یا کوئی عالی شان محل تیار کرنیکو یا رسوم غمی میں جو
اکثر خلاف عقل اور خلاف شرع ہیں اڑانیکو غرض نام آوری کے کاموں میں صرف
کرنیکو قرض ہوتا ہی پھر خدا کے فضل سے نام بھی نصیب نہیں ہوتا اور اگر نام بھی ہوا تو
اسکی کیا قیمت ہی اور پھر کل کو اس سی بڑھکر جو بدنامی ہوگی اسکی کچھ پروا نہیں دوسری
بدپرہیزی یہ کہ اپنی زیور یا جائداد کو محفوظ رکھتا دوسروں سی قرض لینا اکثر سودی قرض
ملتا ہی چند روز میں دوگنے چوگنے ہو کر وہ تمام زیور اور جائداد برباد ہو جاتی ہی اور خسارہ
اور گناہ رہ جاتے ہیں پس اگر ایسی ہی ضرورت ہی تو ہرگز موجودہ چیز کی محبت نہ کرے
خدائے تعالی پھر عطا فرمائیں گے اپنی راحت و عافیت کی مقابلہ میں زیور و جائداد کیا
بلا ہی تیسری بدپرہیزی یہ کہ لیکر بے فکر ہو جاتے ہیں یہ نہیں کہ اسکا خیال رکھیں تھوڑا تھوڑا
ادا کرتے رہیں اپنی بعض غیر ضروری مصارف کو روک کر اپنی آمدنی میں سی پس انداز کرکے
کچھ کچھ پہونچاتے رہیں بدنام ہوتے ہیں ذلیل ہوتے ہیں نادہند مشہور ہو جاتے ہیں اعتبار
جاتا رہتا ہی لوگ معاملہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور سب سے طرہ یہ کہ مواخذہ آخرت سر پر
البتہ جو سخت ضرورت میں قرض لے اور ادا کی پوری فکر ہو حدیث میں آیا ہی کہ اللہ تعالی ایسے
ذمہ دار ہیں خواہ دنیا میں ادا کرادیں یا آخرت میں صاحب حق کو راضی کردیں فصل ابو سعید
سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم نے تاجر سچا امانت دار ہمراہ ہوگا انبیا
اور صدیقین اور شہدا کے روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی اور دارقطنی نے حکیم بن حزام
سے روایت ہی کہ اگر بائع مشتری سچ بولیں اور اپنی اپنے مال کے عیب و صواب کو ظاہر
کردیں ان دونوں کیلئے بیع میں برکت ہوتی ہی اور اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں
مٹادی جاتی ہی برکت ان دونوں کے معاملہ کی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے عبداللہ سے
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طلب کرنا کسب حلال کا فرض
ہی بعد فرض معہود نماز روزہ وغیرہ کے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں رافع
بن خدیج سی روایت ہی کہ آپ سی پوچھا گیا یا رسول اللہ کونسی کمائی سب سے زیادہ پاک ہے
آپنے فرمایا دستکاری اور وہ تجارت جو دغا اور فریب سی خالی ہو روایت کیا اسکو احمد نے
جابر سی روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا جنت
میں وہ گوشت جو بڑھا ہو حرام سے اور جو گوشت حرام سی بڑھا ہو اسکے لائق تو دوزخ ہی

ہے روایت کیا اسکو احمدؒ اور دارمیؒ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں جابر سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس شخص پر کہ نرم ہو بیچنے کے وقت اور خرید کرنے کے وقت اور اپنا حق مانگنے کیوقت روایت کیا اسکو بخاری نے ف ان احادیث سی کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ کسب حلال فرض ہے یعنی جس کے لئے کوئی طریق حلال معاش کا بجز کسب کے نہ ہو دوسرے یہ کہ سب کمائیوں میں بہتر دو چیز ہیں دستکاری اور تجارت یعنی غریبوں کے لئے دستکاری اور مالداروں کیلئے تجارت تیسرے یہ کہ معاملہ میں صدق و امانت کا لحاظ رکھیں۔ دغا فریب نہ کریں ورنہ ایسا تجارت میں برکت نہیں ہوتی چوتھے یہ کہ معاملات میں زیادہ تنگی نہ کیا کریں کہ ایک کوڑی پر دال لٹکاتے پھریں یا ذرا سے مطالبہ کیلئے دوسرے کی جان کھا جاویں آدمیت اور مروت بھی کوئی چیز ہے؟ پانچویں یہ کہ حرام خواری کا انجام آتش دوزخ ہے معاملات فاسدہ باطلہ کی تفصیل کتب فقہ و علماء سے تحقیق کر لینا ضروری ہے دو چار کے نام جو کثرت سے پھیل رہے ہیں لکھے دیتا ہوں کسی چیز پر کئی آدمیوں کا ملکر چٹھی ڈالنا سود لینا دینا اسمیں بنک اور ڈاک خانہ بھی آگیا ابھی مال اپنے قبضہ میں نہیں آیا فقط بیچک آنے پر معاملہ کر لینا تصویر دار کتاب یا موضوع قصہ جسمیں کسی نبی یا اہلبیت و صحابہ کی طرف نسبت ہو چھاپنا سنار یا صراف وغیرہ سے چاندی یا سونے کا زیور کم و بیش چاندی یا سونے سے یا ادھار خرید نا بیچنا۔ روپیہ کے کچھ پیسے اب لیکر کچھ دوسرے وقت لینا فصل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو چھپاویگا گواہی کو سو اس کا دل گنہگار ہوگا زید بن خالدؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم کو خبر نہ دوں سب سے اچھے گواہ کی یہ وہ شخص ہے جو گواہی دیدے قبل اس کے کہ اس سے درخواست کی جاوے روایت کیا اسکو مسلم نے ف اس آیت و حدیث سی معلوم ہوا کہ گواہی کا چھپانا درست نہیں بلکہ اگر ایک شخص کا حق ضائع ہو رہا ہی اور اس شخص کو گواہ نہیں ملتے اور ہم کو اس واقعہ کا مشاہدہ اور اطلاع ہی اور اس شخص کو یہ بات معلوم نہیں کہ یہ میرے واقعہ سی واقف ہیں ایسے وقت میں خود گواہی دینے کو مستعد ہو جانا چاہئے اسکی درخواست کا انتظار نکرے کیونکہ اسکو ہمارا شاہد ہونا معلوم نہیں اسوجہ سے نہیں کرتا البتہ اگر بعد ہمارے جتلا دینے کے پھر وہ ہماری گواہی نہ چاہی تو خواہ مخواہ عدالت میں خود حاضر ہو کر گواہی دینا

ضرور نہیں اور جیسا کہ سچی گواہی کا ہے او ر جھوٹی گواہی جیسا آجکل بہ کثرت رائج ہے بڑا گناہ
ہے خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صبح
کی نماز پڑھی جب آپ فارغ ہوئے سو کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی کو شرک کی
برابر قرار دیا گیا ہے (یعنی قرآن مجید میں) آپنے اسکو تین بار فرمایا پھر آپنے یہ آیت پڑھی
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ الخ یعنی بچو تم پلید چیز سے یعنی بتوں سے اور جھوٹ بات سے روایت
کیا اسکو ابو داؤد نے اس آیت میں شرک اور قول زور کو ایک جگہ لائے ہیں سو معلوم
ہوا کہ دونوں میں کچھ مناسبت ہے اسی طرح جھوٹا مقدمہ جھوٹی نالش دائر کرنا جھوٹا حلف
کرنا نہایت وبال عظیم ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص دعویٰ کرے ایسے حق کا جو واقع میں اسکا نہ ہو سو وہ شخص ہم میں سے
نہیں رہا اور اسکو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے روایت کیا اسکو مسلم نے اور
ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قطع کرے حق
کسی مسلمان آدمی کا (یہ قید اتفاقی ہے حق محترم سب کا برابر ہے) اپنے حلف سے سو بتحقیق
واجب کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے لئے دوزخ کو اور حرام کریگا اسپر جنت کو کسی شخص نے عرض
کیا کہ اگرچہ وہ تھوڑی چیز ہو یا رسول اللہ آپنے فرمایا اگرچہ پیلو کی لکڑی ہی کیوں نہ ہو
روایت کیا اسکو مسلم نے اسی طرح جھوٹے مقدمہ کا وکیل بننا بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا الیٰ آخرہ **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اے جماعت جوانوں کی جو شخص تم میں بی بی کو رکھ سکے یعنی نان و
نفقہ بھی ہو اور صحبت پر بھی قادر ہو) تو وہ نکاح کرے کیونکہ اس سے نگاہ نیچی رہتی
ہے اور شرمگاہ محفوظ رہتی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ف** اور جس شخص کو قدرت
یا حاجت نہ ہو اسکو نکاح کرنا ضرور نہیں **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے شروع کرو اس شخص سے جو تمہارے عیال میں ہو روایت کیا اسکو
بخاری و مسلم نے اور ارشاد فرمایا سب سے افضل وہ دینار ہے جسکو آدمی اپنی عیال پہ
خرچ کرے روایت اسکو مسلم نے اور ارشاد فرمایا کافی ہے آدمی کو گنہگار ہونے کے
لئے یہ کہ ضائع کردے اس شخص کو جس کا قوت اسکے ذمہ ہے روایت کیا ابو داؤد
نے **ف** آدمی کے زیادہ مال نہ ہو تو غیروں کی نسبت عیال کا زیادہ حق ہے ایسی خاطر

شرعاً محمود نہیں کہ اپنی تو ترستے رہیں دوسروں کو بھرتا رہے البتہ اگر سب کی خدمت کر سکتا ہے
تو سبحان اللہ اس سے بہتر کیا ہے ف اور غلام نوکر خدمت گار عیال کے حکم میں ہیں انکی مدارات
و مواساۃ بھی ضروری ہے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں خادم سے کس
قدر معاف کیا کروں فرمایا ہر روز ستر مرتبہ روایت کیا اسکو ترمذی نے مراد یہ کہ ہر بات میں
اسپر سختی کرنا اور اس سے تنگ ہونا نہ چاہیے جس آدمی سے بہت راحت پہونچتی ہے اگر ایک آدھ
تکلیف بھی ہو جائے صبر کرے اور اسکو معذور سمجھے **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا والد کے راضی ہونے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناخوشی
والد کی ناخوشی میں ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے
بڑھکر عمل کونسا ہے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر انھوں نے عرض کیا پھر کونسا عمل آپنے فرمایا
ماں باپ کی خدمت کرنا انھوں نے عرض کیا پھر کونسا عمل آپنے فرمایا کہ جہاد کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ
میں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ف اور بہت سی آیات و احادیث اس باب میں وارد
ہیں آجکل اس میں بہت کوتاہی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ اور نیک توفیق عطا فرمائیں
فصل فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کی تین لڑکیاں ہوں کہ ان کو
علم و ادب سکھلاوے اور انکی پرورش کرے اور انپر مہربانی کرے اسکے لئے ضرور جنت واجب
ہو جاتی ہے روایت کیا اسکو بخاری نے ادب میں ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جیسا تمہارے
والد کا تمپر حق ہے اسی تمہاری اولاد کا بھی تمپر حق ہے ف چونکہ اولاد سے طبعی محبت ہوتی ہے
اس لئے اس حق کے بیان کرنے میں شریعت نے زیادہ اہتمام نہیں فرمایا اور لڑکیوں کو چونکہ حقیر سمجھتے ہیں
اسلئے انکی تربیت کی فضیلت بیان فرمائی **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے داخل نہ ہوگا جنت میں جو شخص ناتہ داروں سے بدسلوکی کرے روایت کیا اسکو
بخاری و مسلم نے **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام جب خیر خواہی کرے
اپنے آقا کی اور اچھی طرح بجالاوے عبادت اپنے پروردگار کی سو اسکو دوہرا ثواب ملے گا روایت
کیا اسکو بخاری نے **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آدمی
ہیں جنکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرماویں گے ایک ان میں سے حاکم عادل ہے
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تم کو پانچ چیزوں کا حکم کرتا ہوں جنکا اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم فرمایا ہے سننا ماننا اشاعت میں

ف خدمت والدین
ف تربیت اولاد
ف صلہ رحم
ف اطاعت آقا
ف حکومت میں عدل کرنا

کرنا ہجرت کرنا جماعت کے ساتھ رہنا کیونکہ جو شخص جماعت کے ساتھ ایک بالشت بھی نکلا اسنے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکا مگر یہ کہ پھر جماعت میں چلا آوے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور نسائی نے **ف** یعنی عقائد و اعمال میں جماعت اہل حق کی متابعت کرے اور علامت اہل حق ہونیکی یہ ہے کہ وہ جماعت کتاب و سنت کے موافق چلتے ہوں اور موافقت کتاب و سنت کی کھلی علامت سلف صالحین کے ساتھ تشبہ ہے جس قدر صحابہ و تابعین کے ساتھ مشابہت ہوگی اوسکو کتاب و سنت سے زیادہ موافقت ہوگی **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور کہنا سنیو اور مانیو اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے **ف** اگرچہ حبشی غلام قاعدہ شرعیہ سے امام و خلیفہ نہیں ہو سکتا مگر شرع میں جس طرح امام و خلیفہ کی اطاعت واجب ہے اسی طرح سلطان کی بھی یعنی جس کو تسلط و شوکت حاصل ہو جائے اور مسلمان اسکے سایۂ حمایت میں امن و عافیت سے رہ سکیں سو سلطان ہونیکے لئے وہ شرائط نہیں جو امامت و خلافت کے لئے ہیں البتہ اسلام شرط ہے لقولہ تعالیٰ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیہ اور اگر کافر حاکم سے معاہدہ ہو جاوے اس معاہدہ کا پورا کرنا واجب ہے لقولہ تعالیٰ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ الخ البتہ اگر شرعی ضرورت سے اس عہد کے توڑنیکی ہو تو اس کو اول اطلاع اُس معاہدہ کے اٹھ جانیکی کردے لقولہ تعالےٰ فَانْبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ورنہ غدر کا سخت گناہ ہے لقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ **فصل** فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر دو جماعتیں مسلمانوں میں سے لڑنے لگیں تو اصلاح کردو ان کے درمیان پھر بھی اگر ایک زیادتی کرلے دوسرے پر تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہانتک کہ لوٹ آوے خدا تعالیٰ کی طرف فقط

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ اول لڑائی کرنیوالوں میں صلح کی کوشش کرو دوسرے یہ کہ اگر پھر بھی ایک ظلم پر کمر باندھے تو مظلوم کو تنہا مت چھوڑ دو بلکہ اسکی مدد کرو اور ظالم کے ظلم کو دفع کرو **فصل** فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی مدد کرو نیک کام اور تقویٰ پر **ف** اہل اس زمانے میں اگر کوئی شخص نیک کام کرنیکو کھڑا ہوتا ہے لوگ اسکا سارا بوجھ اسی کے ذمہ ڈالدیتے ہیں اور اسکا شخصی کام سمجھتے ہیں کوئی اسکی بات تک نہیں پوچھتا اس آیت سے تاکید معلوم ہوئی کہ سب کو اسکی مدد جس قدر اور جس طرح ممکن ہو کرنا ضرور ہے **فصل** فرمایا اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں میں ایک ایسی جماعت ہونا چاہئے کہ نیکی کی طرف بلاتے ہوں اور اچھی بات کا

حکم کریں اور بری بات سے روکیں اور یہی لوگ ہیں فلاح پانیوالے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں کوئی برائی دیکھے اسکو اپنے ہاتھ سے مٹا دینا چاہیئے اور اگر یہ قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر یہ بھی نہو سکے تو اپنے دل سے اسکو برا جانے اور یہ ایمان کا بہت ہی کمزور درجہ ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر استطاعت واجب ہے جو ہاتھ سے مٹا سکے جیسے حاکم گھر کا مالک کسی مجمع کا افسر وہ ہاتھ سے مٹا دے جو زبان سے روک سکے جیسے واعظ ناصح یا جس کی بات چلتی ہو وہ زبان سے کہے ورنہ خاموشی بہتر ہے فتنہ وفساد سے کیا فائدہ بس دل سے اسکو برا جانے اور اگر دل سے بھی نفرت نہو تو ایمان کا خدا ہی حافظ ہے واجب تو اتنا ہی ہے باقی اگر کسی شخص کو ہمت ہو اور باوجود خوف کے پھر بھی تمام مصائب تکالیف کی برداشت کر سکے تو بہت ہی بڑی اولوالعزمی ہے قَالَ اللہُ تعالیٰ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

ف اقامت حدود

فصل ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قایم کرنا ایک حد کا اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے بہتر ہے چالیس دن کی بارش سے اللہ تعالیٰ کے ملک میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ارشاد فرمایا قایم کیا کرو حدود اللہ کو اپنوں میں اور غیروں میں اور نہ پکڑے تم کو اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **ف** حدود وہ سزائیں ہیں جو شریعت میں بعض معاصی پر مقرر ہیں اون میں کسی کی رعایت جائز نہیں وہ مثل نماز روزہ کے فرض ہیں تصرف کرنا جیسے نماز روزہ میں تصرف کرنا اور جن افعال پر سزا مقرر نہیں اسمیں سزا دینا تعزیر ہے یہ حاکم کی رائے پر ہے اس میں کمی کرنا کسی مصلحت سے رعایت و درگذر کرنا جائز بلکہ بعض مواقع پر بہتر ہے جیسا کہ ایک حدیث میں مذکور ہے

ف اشاعت دین

فصل اشاعت دین کرنا اور اسکی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں

ف ادائے امانت

فصل ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان نہیں جسمیں صفت امانت داری نہیں روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور طبرانیؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ خیر خواہی کرو علم میں کیونکہ علم میں خیانت کرنا مال میں خیانت کرنے سے سخت ہے یعنی کسی کو علم میں دھوکا مت دو غلط بات مت بتلاؤ جو نہ آتی ہو کہدو کہ ہم نہیں جانتے

ف قرض دینا

فصل ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ صدقہ دینے سے دس گنا ثواب ملتا ہے اور کسی کو قرض سے اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے فقط وجہ اسکی تو یہ ہے کہ صدقہ تو بدون حاجت بھی مانگ لیا جاتا ہے اور قرض حاجتمند ہی مانگتا ہے دوسرے

یہ کہ صدقہ دیکر بے فکری ہو جاتی ہے قرض دیکر اسکی طرف التفاف اور تعلق لگا رہتا ہی
اور دیر میں وصول ہونے سے خصوصاً جب اپنی حاجت کیوقت وصول نہو سخت کلفت
ہوتی ہے اسوجہ سے اس کا ثواب زیادہ ہی۔ نکتہ اٹھارہ میں یہ ہی کہ اصل میں اس کا ثواب
صدقہ سے مضاعف ہی یعنی صدقہ میں ایک روپیہ کا ثواب برابر دس روپیہ کی ملتا ہی
تو اس میں ایک ایک کی جگہ دو دو ملتے ہیں تو کل بیس روپیہ ہوئے لیکن چونکہ اس نے
اپنا روپیہ وصول کرلیا دو روپیہ اس میں گھٹ کر اٹھارہ رہ گئے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
فصل فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ تعالی پر اور قیامت کے
دن پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور
فرمایا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
احسان کرو اپنے پڑوسی سے ہو جاؤ گے تم ایمان والے روایت کیا اسکو ترمذی نے
اور ایک حدیث میں وارد ہی کہ یہ بات حلال نہیں کہ خود پیٹ بھر کر کھا لیوے اور پڑوسی
بھوکا پڑا رہے **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاجر لوگ قیامت کے روز
فاجر ہو کر اٹھائے جائیں گے مگر جس نے اللہ کا خوف اور پاک معاملہ کیا اور سچ بولا۔ روایت کیا اسکو
ترمذی نے ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ ایک شخص نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر تقاضا کسی حق کا کیا اور بہت سختی کی آپکے صحابہ رض نے اسکی تنبیہ کا ارادہ کیا آپنے فرمایا اسکو
کچھ مت کہو اسلئے کہ حق دار کو کہنے کا حق ہی اور اسکے لئے ایک اونٹ خرید دو لوگوں نے عرض کیا
کہ اسکے اونٹ سے اچھا ملتا ہی آپنے فرمایا کہ وہی خرید کر دو بس بیشک تم سب میں اچھا
وہ شخص ہی کہ دوسرے کا حق اچھی طرح ادا کرے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ف** صاحبو
آپنے حضور کی خوش معاملگی دیکھی آپسے ذرا کوئی تقاضا کرتا ہی تو مزاج بگڑ جاتا ہی افسوس
بدنام کنندۂ بزرگاں ہم ہی لوگ ہیں **فصل** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے کہ اللہ تعالی نے تمہارے لئے ناپسند کیا ہی مال کا ضائع کرنا روایت کیا اسکو شیخین نے اور
اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا یعنی مال کو اڑاؤ مت **ف** مال حلال کی قدر کرنا چاہئے
اسکو برباد نہ کرے مال پاس رہنے سے نفس کو اطمینان رہتا ہی ورنہ پراگندہ روزی پراگندہ دل
چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں پر
ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اسمیں کوئی چیز کام نہ آئیگی بجز دینار و درم کے روایت کیا اسکو احمد نے

یعنی جس کے پاس روپیہ ہوگا وہ حرام کسب سے حرص سے حسد سے دین فروشی سے سوال و ذلت سے امرا کے دروازوں پر جانے اور انکی خوشامد کرنے سے ظالموں کے ظلم و ستم سے اپنی دین و علم کو برباد و خوار کرنیسے بدولت مال کے بچا رہیگا اسکے ہاتھ تھام کر خرچ کرنا چاہئے فضولیات میں خرچ نکرے گو مباح ہی کیوں نہو اور غیر مشروع میں خرچ کرنا تو صریح حرام ہے اسکا ذکر ہی کیا خصوصًا جو لوگ اہل تعلق و محبوس اسباب ہیں انکو تو یہ امر بہت ضروری ہے بلکہ جس قدر آمدنی ہو اسمیں سے جتنا ممکن ہو پس انداز کرتا رہے تاکہ محتاجی پیری قحط و سختی کے زمانہ میں کام آوے اسمیں کوئی گناہ نہیں اگر اچھی نیت ہو تو ثواب ہے جیسا وارد ہے نعم المال الصالح للرجل الصالح **فصل** شیخین نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے حقوق مسلمان پر پانچ ہیں اونمیں دو یہ فرمائے سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والیکا جواب دینا **ف** قرآن مجید میں ہے کہ جب تمکو کوئی سلام کرے تو اس سے اچھا جواب دو یا ویسا ہی لوٹا دو اس سے معلوم ہوا سلام کے جواب میں سر ہلا دینا یا ہاتھ اٹھا دینا کافی نہیں اسی طرح سلام کا صیغہ حدیث شریف میں ہے السلام علیکم یا اس کے قریب قریب الفاظ آئے ہیں اداب بندگی کورنش یہ سب بدعۃ سیئہ ہے خیر اگر کوئی سلام کے لفظ سے بہت ہی برا مانے تو اسکو حضرت سلامت یا تسلیم یا التسلیمات کہنے تک گنجائش معلوم ہوتی ہے چھینکنے والیکا جواب یہ معنی کہ جب کوئی چھینک لیکر الحمد للہ کہے تو اسکے جواب میں یرحمک اللہ کہنا چاہئے **فصل** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ نہ ایک طرف سے ضرر پہنچنا چاہئے نہ دونوں طرف سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ارشاد فرمایا آپ نے مسلمان تو وہ شخص ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے لوگ بچے رہیں روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** دوسری حدیث سے مسلمانوں کو پہلی حدیث سے عام مخلوق کو ضرر پہنچانیکو منع فرمایا گو وہ زبانی ضرر ہو مثلًا کسی کو گالیاں دینا غیبت و شکایت کرنا یا ہاتھ سے مارنا ظلم کرنا **فصل** عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی چیزیں لہو و لعب کی ہیں سب بیہودہ ہیں مگر ایک تو کمان سے تیر پھینکنا دوسرے گھوڑیکا سدھانا تیسرے اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا یہ تینوں کھیل فائدہ کے ہیں روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** یعنی اکثر دل بہلانے کی چیزیں وقت عزیز کی ضائع کرنے والی اور لغو ہیں مگر یہ تینوں چیزیں یا جو ان کے مثل ہو جسمیں کوئی معتد بہ فائدہ ہو انکا مضائقہ نہیں یہاں سے شطرنج گنجفہ چوسر اور نرد وغیرہ لغویات کا حال معلوم ہو سکتا ہے

ف: مسلم کا حق مسلم پر

ف: سلام کا اور چھینک کا جواب دینا

ف: ایذا رسانی منع ہے

بلکہ ان کے آثار مذمومہ میں اگر غور کر کے دیکھا جائے تو باطل سی بڑھکر کسی لقب کی مستحق ہیں اور جو فائدے اس میں بیان کئی جاتے ہیں عقلا کے نزدیک با دور مشت سی زیادہ انکی وقعت نہیں **فصل** ایک حدیث شریف میں آیا ہی کہ ایک شخص چلا جاتا تھا راہ میں کوئی خار دار شاخ پڑی دیکھی اسکو ہٹا دیا تھا کہ چلنے والونکو تکلیف نہ پہونچے اللہ تعالی نے اسکی قدر کی اسکو بخشدیا شیخین کی حدیث میں اسکو تمام شعب الایمان میں ادنی فرمایا ہی اور اسی پر بفضلہ تعالی خاتمہ ہوگیا شعب الایمان کے بیان کا۔

دعا و شکر

یا الہی صدقہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس رسالہ کو جس طرح اپنی فضل سی اتمام کو پہونچایا اسی طرح شرف قبولیت سی مشرف فرما دیئے اور مسلمانوں کے حق میں اسکو مفید و نافع کیجئے کہ اسکو سمجھکر اور عمل کر کے اپنی ایمان کو کامل بنادیں اور سب کے طفیل و برکت سے اس ناکارہ کو ایمان کامل نصیب کر اس رسالہ کو وسیلہ نجات و ذریعہ اپنے قرب و رضامندی کا کیجئے ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

وبحمد اللہ سبحانہ وتعالی قد وقع الفراغ من تسویدھا الذی ھو تبیضھا الخمس عشر خلون من شھر اللہ المحرم الحرام یوم الخمیس ۱۳۲۵ من الھجرۃ فی بلدۃ الکانفور مدرسہ جامع العلوم الملحقۃ بجامع بلدۃ صانھم اللہ تعالی عن النصب والھموم ربنا تقبل منا انک انت

انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

ولا تواخذ نا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل

علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا

تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا و

ارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم

الکافرین سبحان ربک رب العزۃ عما

یصفون وسلام علی

المرسلین والحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ مفیدہ

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثروا ذکر ھادم اللذات یعنی الموت۔ رواہ الترمذی چونکہ تکمیل ایمان کی اعمال صالحہ واخلاق فاضلہ سے ہوتی ہے جیسا کہ رسالہ ہذا میں مذکور ہوا اور تحصیل ان اعمال واخلاق کی بوجہ نسیان آخرت وحب دنیا کے دشوار ہو رہی ہے اس لیے اس مرض کا علاج حدیث مذکور میں یہ فرمایا گیا کہ تم موت کو زیادہ یاد کیا کرو اس سے سب کام بنجاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ موت کی یاد ہی سے کہ اس کے سب اگلے پچھلے حالات متعلقہ پیش نظر کیے جاویں اس لئے اس مضمون کا ایک سلسلہ حضرت شیخ سعدیؒ کے کلام سے نقل کرتے ہیں کہ اسکو گاہ گاہ مطالعہ کر کے سفر آخرت میں حیات الابد

قصیدہ

روزے کہ زیر خاک تن ما نہاں شود ۱ آنہا کہ کردہ ایم یکا یک عیاں شود

یارب بفضل خویش ببخشائے بندہ را ۲ آں دم کہ عازم سفر آں جہاں شود

بیچارہ آدمی کہ اگر خود ھزار سال ق ۳ مہلت بیابد از اجل و کامراں شود

ہم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد ۴ با صد ہزار حسرت ازینجا رواں شود

فریاد زاں زماں کہ تن نازنین ما ۵ بر بستر ہوان فتد و ناتواں شود

اصحاب را چو واقعہ ما خبر کنند ۶ ہر دم کسے برسم عیادت رواں شود

وانکس کہ مشفق ست دلش مہربان ماست ۷ در جستن دوائے مراین و آں شود

وانگہ کہ چشم بر رخ ما افگند طبیب ۸ در حال ما چو فکر کند بدگماں شود

گوید فلاں شراب طلب کن کہ سود نیست ۹ مارا بداں امید بسے درزیاں شود

شاید کہ یک دو روز دگر ماند عمر ما ۱۰ واں یک دو روز بر سر سود زیاں شود

یاران و دوستاں ہمہ در فکر عاقبت ۱۱ احوال ہر چہ گونہ و حال از چساں شود

تا آں زماں کہ چہرہ بگردد ز حال خویش ۱۲ واں رنگ ارغوانی ما زعفراں شود

واں رنج در وجود بنوعے اثر کند ۱۳ کز لاغری بساں یکے ریسماں شود

در ورطۂ ہلاک فتد کشتی وجود ۱۴ نیز از عمل بماند بے بادباں شود

۵ بالفتح خواری

آیند ملائکہ در وقت قبض روح — چوں بنگریم دیدۂ ما خوش نشاں شود
باید کہ در چشیدن آں جام زہرناک — شیرینی شہادت ما در زباں شود
یارب مدد بخش کہ ماراں در آں زماں — قول زباں موافق قول جناں شود
ایمان ما ز غارت شیطاں نگاہدار — تا از عذاب و خشم تو جاں در اماں شود
فی الجملہ روح و جسم ز ہم مفترق شوند — مرغ از قفس برآید و در آشیاں شود
جاں از بود بلید شود در زمیں فرو — در پاک باشد او زبر آسماں شود
آوارہ در سرائے بیفتد کہ خواجہ مرد — در ہم و زیر خانہ پر آہ و فغاں شود
از یک طرف غلام بگرید بہائے ہائے — وز یک طرف کنیز بزاری کناں شود
وز یتیم گوہر یک دانہ را ز اشک — جزع دو دیدہ پر از عقیق یماں شود
تابوت و پنبہ و کفن آرند و مردہ شو — او را ز کرہ آں ز کراں تا کراں شود
از نعش تا بلب گور ہر کہ ہست — بعد از نماز باز سر خان و ماں شود
ہر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما — محبوس و مستمند دراں خاکداں شود
پس منکر و نکیر بپرسند حال ما — دیں حیلہ حکمہا زپئے امتحاں شود
گر کردہ ایم خیر و نماز و خلاف نفس — آں خاکداں تیرہ بیاں گلستاں شود
در جرم و معصیت بود و فسق کار ما — آتش درو فتد بلحد ہم دخاں شود
یک ہفتہ یا دو ہفتہ کم و بیش صبح و شام — یا گریہ دوست ہمدم و ہمداستان شود
حلوا سہ چار صحن شب جمعہ چند بار — بہر ریا بخانۂ ہر گورخاں شود
واں ہمسراں عزیز کہ عہدہ دست اشت — خواہد کہ باز بستہ عقد فلاں شود
میراث گیر کم خرد آید بجستجوئے نو — بس گفتگوئے بر سر باغ و دکاں شود
تا می ز ما بماند و اجزائے ما تمام — در زیر خاک با غم و حسرت نہاں شود
وانگاہ چند سال بریں حال بگذرد — آں نام نیز گم شود و بے نشان شود
واں صورت لطیف شود جملہ زیر خاک — واں جسم زورمند کفے استخواں شود
از خاک گور خانۂ ما خشت ہا بسند — واں خاک و خشت دستکش گل گراں شود
دوران روزگار بما بگذرد بسے — گل بے شود بہار و دگر گہ خزاں شود
تا روز رستخیز کہ اصناف خلق را — تنہا ز بہر عرض قرین رواں شود

حکم خدائے عزوجل کائنات را
در فصل ہر فیصلہ بکلی رواں شود

از گفتن و شنیدن از کردہائے بد
در موقف محاسبہ یک یک عیاں شود

میزان عدل نصب کنند از برائے خلق
یک سر سبک برآید و یک سر گراں شود

ہر کس نگہ کند بہ بد و نیک خویشتن
آنجا یکے غمین و یکے شادماں شود

بندند باز بر سر دوزخ پل صراط
ہر کس ازو گذشتہ مقیم جناں شود

وانکس کہ از صراط بلرزید پائے او
در خواری و عذاب ابد جاوداں شود

اشرار را حرارت دوزخ کند قبول
وابرار را عنایت حق سائباں شود

بس روئے ہمچو ماہ از خجلت شود سیاہ
بس قد ہمچو تیر ز ہیبت کماں شود

بس شخص بینوا کہ ورا از غلو قدر
عشرت سرائے جنت اعلیٰ مکاں شود

بس پیر سست شد کہ در گلشن مراد
بوئے بہشت بشنود و نوجواں شود

بس مسکیں اسیر نفس و ہوا کہ اندر انتقام
با صد ہزار غصہ قرین ہواں شود

برگ گیاہ اندر اے ہمیاں کشتہ شدنے
عاصی چہ تو نہ بر سر آں برگ آں شود

خرم دلے کہ در حرم آباد است و عیش
حق را بخواں لطف و کرم میہماں شود

ایں کار دولت ست نداند کسے یقین
سعدی یقین بجنت خلدت چساں شود

ایمان اقرار باللسان ۷ شعبہ
ما یتعلق بالاعیان ۱۶ شعبہ
شکر ۱۸
صبر ۳۰
وفا ۱۹
تواضع ۱۲
رضا بالقضا ۳۳

ادارہ اشرف العلوم کراچی کی چند مطبوعات

بہشتی زیور مدلل مکمل مع حوالہ کتب و عربی عبارات پر حاشیہ مع ضمائم وغیرہ

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح و حالات طیبہ از حکیم الامۃ یعنی نشر الطیب ۳/ ر

مسئلہ تقدیر پر حضرت حکیم الامت کی مفصل کتاب (اکسیر)

حقوق العلم استاد، شاگرد، ہم سبق، عوام پر علماء کے علماء پر عوام کے حقوق ۱۲/ ر

انفاس عیسیٰ حضرت حکیم الامۃ کے مواعظ و ملفوظات کا بہترین انتخاب

اصول تصوف کا بہترین رسالہ (قصد السبیل) از حضرت حکیم الامت ۴/ ر

پردہ شرعی عورتوں کے پردہ پر حضرت حکیم الامت کے تین رسالے ۱۲/ ر

نئی روشنی کے شبہات کا جواب (اصلاح الخیال)

ایضاً جدید علم کلام جس میں جدید سائنس کے شبہات کا اصولی جواب ہے مع انتباہات مفیدہ) ۱۲/ ر

گاؤں میں جمعہ قائم کرنے کے مفصل احکام در تحقیق از حضرت حکیم الامت ۵/ ر

حیوۃ المسلمین مع شرح مقدمہ مسلمانوں کے مصائب حاضرہ کا صحیح علاج از حضرت حکیم الامۃ

آداب المعاشرت اسلامی معاشرت کے آداب

واصول از حضرت حکیم الامۃ طبع جدید نفیس ۶/ ر

اظہار النزل لہ از حضرت حکیم الامۃ ۳/ ر

کمالات اشرفیہ حضرت کے مواعظ و ملفوظات سے اصلاح اور تصوف کے منتخب مضامین مفیدہ للعصر

شہادت الاقوام علی صدق الاسلام اسلام اور قرآن کی حقانیت پر غیر مسلموں کی شہادتیں جو نصاریٰ، یورپ اور ہنود و یہود وغیرہ کی طرف سے مختلف زبانوں میں شائع ہوئی۔ جمع کردہ حضرت حکیم الامت بلا جلد ... مجلد ...

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ از تصانیف حضرت حکیم الامۃ جس میں اسلام کے احکام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جملہ احکام شریعت کی عقلی حکمتیں اور فلاسفی نہایت تحقیق سے لکھی گئی ہیں۔ مدت سے نایاب تھی حال میں ادارہ اشرف العلوم نے طبع کی ہے۔ بلا جلد ... مجلد ...

سال بھر کے خاص خاص ایام کے متعلق اعمال و فضائل یعنی رسالہ زوال السنۃ عن احکام السنۃ از حضرت حکیم الامت قدس سرہ جو عرصہ سے نایاب تھا۔ ۴/ ر

صفائی معاملات بیع و شراء، اجارہ و ملازمت وغیرہ کے شرعی احکام از حکیم الامت ۶/ ر

افادات اشرفیہ در مسائل سیاسیہ ۱۲/ ر